Digitized by Khilafat Library Rabwah

72

ضمیمہ اشاعۃ السنہ

نمبر ۱ لغایت ۶ نمبر — جلد ۱

متضمن مسایل مذہب محدثین اہل السنہ

بابت صفر لغایت رجب ۱۲۹۸ھ مطابق جنوری لغایت جون ۱۸۸۱ء

التماسات ضروریہ

اول جو نہایت اہم و مقدم ہے۔ جملہ برادران اہل اسلام (اہل تقلید ہون خواہ مدعیان تحقیق) سے التجا ہے کہ اس ضمیمہ کو اول سے آخر تک نظر حرج و تحقیق سے ملاحظہ فرماوین اہل تقلید یہ خیال نہ کرین کہ اسمین تقلید مذاہب سابقین کے برخلاف تحقیق ہوگی اسکو کیا دیکہین؟ اور مدعیان تحقیق یہ نہ سمجہین کہ یہ مسایل ہمارے سُنے سُنائے اور پاس کئے کرائے ہین انکو کیون پڑہین؟ بلکہ دونون فریق یہ جان لین کہ اسمین جانبین کی افراط و تفریط کی اصلاح ہے اور مسلک بین بین کی ایضاح۔ اسلئے دونون فریق کو اسکا دیکہنا ضروری ہے اور اسمین موافق یا مخالف راے دینا واجب۔ پس جو صاحب فریقین سے اسکو حق و صحیح پاوین وہ بذریعہ خاص خاص تحریرات مولف کو اس سے اطلاع دین مولف انکا دل سے شکر گذار ہوگا اور جو اسمین کچہہ خطا و خلاف حق صراح دیکہین وہ اسکی غلطی سے جس سبیل سے چاہین مولف کو آگاہ کرین۔ انکا شکریہ دوچند ادا ہوگا۔ اور ایمان و انصاف سے انکی رای باصواب کو دیکہا جاویگا پس اگر حق انکے جانب نظر آیا تو اسی پرچہ مین اسکا اظہار عمل مین آویگا اور اگر اسمین مولف کو کچہہ اشتباہ رہا تو اسکو بلا صورت بحث و جدال عرض کیا جاویگا +

دوم۔ بالفعل اس ضمیمہ کا حجم ربع حجم رسالہ اشاعۃ السنہ تجویز ہوا ہے اور قیمت بہی حسب تفصیل مراتب ربع قیمت رسالہ ہے آیندہ زیادت حجم ضمیمہ مزید شوق خریدارون سے جسقدر وہ چاہین ہو سکتی ہے

سوم اس دفعہ یہہ ضمیمہ بعض حضرات کی خدمات مین بلا درخواست بہی بہیجا گیا ہے اگر وہ حضرات اسکی خریداری کو پسند کرین تو اس مجموعہ ضمیمجات ششماہی کی قیمت ارسال فرماوین ورنہ بعد ملاحظہ پرچہ واپس کرین

چہارم دوسری دفعہ اس ضمیمہ کو وہی لوگ پائینگے جو اس مجموعہ ششماہی کی قیمت اپنے درجہ کے موافق ارسال فرمائینگے

الملتمس ابو سعید محمد حسین - لاہور - محلہ سید مٹہہ

مطبع ریاض ہند امرتسر مین طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ۔
خدا کا شکر ہے جس نے ہمکو اس راہ (اسلام و توحید و اتباع) پر چلایا ہم یہ راہ نپاتے اگر وہ ہمکو راہ پر نہ لاتا
والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد الذی ارانا ھداہ ولولاہ ما اھتدینا
اور اُسکے رسول محمد پر خدا کی رحمت و سلام ہو جس نے ہمکو خدا کا راستہ دکہایا وہ نہ ہوتے تو ہم خدا کی راہ نپاتے
الی ھدی اللہ۔ اوضح سبل الھدی واقام منارھا۔ واغفل طرق العمی
اونہون نے ہدایت کی راہون کو کہول دیا اور ان پر منارون کو کہڑا کر دیا اور گمراہی کے راہون کو بے نشان کیا۔
وعفا اثارھا۔ فبابی ھو وامی لقد من علینا وابلغ فی الامتنان۔
اور اُن کے آثار کو مٹا دیا۔ میرے مان باپ اُن پر قربان ہون۔ اُنہون نے ہم پر کمال احسان کیا۔ اور ہمکو
واوصلنا الی ابواب الجنان وانقذنا من النیران۔ وعلی آلہ نجوم الھدی
بہشت کے دروازون پر پہنچا دیا اور آگ سے چہوڑا لیا اور خدا کی رحمت و سلام اُنکی اہلبیت پر ہو جو ہدایت کے ستارے
وائمۃ التقی۔ الذین مثلھم کسفینۃ نوح من رکبھا نجی۔ ومن
تہے اور پرہیزگارون کے امام جنکی مثال حضرت نوح کی کشتی تہی کہ جو کوئی اسپر سوار ہوا بچ گیا اور جو اس سے رہگیا
تخلف عنھا ھلک وطغی۔ وعلی صحبہ المھتدین بھدیہ المستنین
وہ ہلاک ہوا اور بہک گیا اور آپ کے اصحاب پر جو آپکی راہ پر چلتے اور آپکی سنت پر عمل کرتے وہ جنکی مثال تورات
بسنتہ الذین مثلھم فی التوریٰۃ ومثلھم فی الانجیل کزرع اخرج
مین بہی ہے اور انجیل مین بہی جیسی کہیتی جو اپنی سبزی نکالتی ہے پہر اُسکو مضبوط کرتی ہے پہر وہ
شطاہ فازرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یعجب الزراع لیغیظ
ایسی موٹی ہو جاتی ہے کہ اپنے آپ ٹہنی پر کہڑی ہو جاتی ہے اور کہیتی والے کو بہلی معلوم ہوتی ہے اُنسے منکر غیظ

(73)

بهم الكفار اهل الهواء والطغوى - وعلى من تبعهم ممن يقتدى

رکہین جو ہوا نفسانی و سرکشی والے ہین اور اُن کے تابعدارون پر سلام ہو جن کا حدیث کے روایت

بهم فى التحديث والرواية والانتقاد ؛ والتفقه والفهم والاجتهاد ؛

کرنے اور حدیث کے پرکہنے اور حدیث مین سمجہہ و اجتہاد† پیدا کرنے مین لوگ اقتدا پیدا کرتے

منهم اصحاب الصحاح الستة ؛ والائمة الاربعة ؛ فتلك عشرة كاملة ؛

ہین منجملہ اُن کے چہہ کتابون صحاح کے مصنف ہین اور چارون مذہب کے امام سو یہہ پورے دس ہین -

لا يواليهم الا اهل العلم والفقه والكمال (اللهم اجعلنا منهم)

اِن سے علما سمجہہ دار اہل کمال ہی محبت رکہتے ہین - خدا ہمکو ان مین رکہے

ولا يعاديهم الا اهل الجهل والسفه والضلال (اللهم لا تجعلنا منهم)

اور جہلا بے وقوف گمراہ دشمنی رکہتے ہین - خدا ہم کو ان سے نہ کرے

كيف قد ثبت وتقرر ان هولاء البررة من اهل الولاية الظاهرة

یہہ کیونکر نہ ہو جبکہ ثابت و مقرر ہو چکا ہے کہ وہ پاک لوگ خدا کے ولی ہین حالانکہ خدا نے اپنے

وقد ذب عنهم وقال فيهم عز من قايل من عادى لى وليا

ولیون کی حمایت مین کہا ہے چنانچہ حدیث قدسی مین آیا ہے جو کوئی میرے ولی کا دشمن ہو

فقد بارز الله بالمحاربة - لولا هولاء لما وصل الينا الاسلام ؛ وما

وہ خدا کے سامنے لڑائی کرنے کو تیار ہوتا ہے یہہ آئمہ حدیث و فقہ نہ ہوتی تو ہمکو اسلام نہ پہنچتا - اور

حصل لنا العلم بالحلال والحرام ؛ فاساة الظن بهم والطعن فيهم

حلال اور حرام کا علم حاصل نہ ہوتا - پہر اُن سے بدظن ہونا اور ان پر طعن کرنا

كفر نعمة بلا كلام ؛ عصمنا الله من ذلك وهو ولى العصمة والهداية والانعام

بلاشبہ کفران نعمت ہے خدا ہم کو اس سے بچاوے وہی بچانے اور ہدایت کرنیکا مالک ہے -

---

† اجتہاد قرآن و حدیث سے قوت فکر سے مسایل نکالنے کو کہتے ہین اسکو کوئی پولیٹکل مین جہاد نسبی یہہ لفظ اس رسالہ مین بہت جگہ آویگا اسلیے یہ امر بتایا گیا -

تمہید لایق توجہ کامل اہل تحقیق اہل تقلید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ناظرین رسالہ اشاعۃ السنہ پر مخفی نہ ہوگا کہ یہہ پرچہ اوسط ۹۴ھ ہجری مطابق ۱۸۸۰ء سے جاری وشایع ہے۔

اسکا اجرا پہلے متشددین اہل تقلید کے خطاب مین ہوا تھا پھر کر اوایل ۹۶ھ مطابق ۱۸۷۹ء مین اسکا خطاب اِن سے موقوف ہوکر حضرات نیچریہ سے شروع ہوا اور آجتک جاری رہا۔

نیچریہ کے خطاب وجواب سے جو اُسکا مقصود تہا اور جو اسکا اثر ظاہر ہوا اِسکا بیان اُسی کی جلد سوم وچہارم کے پہلے نمبرون مین ہوچکا ہے۔

متشددین اہل تقلید کے خطاب وبحث سے اسکا مقصود یہ تھا کہ وہ لوگ عاملین بالحدیث پر بے جا تشدد کرنا چہوڑ دین اور جن مسایل مین یہہ انکے برخلاف عمل کرتے ہین اُن مسایل کی قوت دلایل کو ملاحظہ فرماکر اُن کے عمل وترویج مین اُنکو معذور سمجہکر معافی دین اور اِس عمل کے سبب اُنکو دین اسلام سے خارج نہ سمجہین اس خطاب وبحث کی جڑ وبنیاد **اشتہار مسایل عشرہ**† کی قیود سے **مقصود** جسکو آجتک کسی نے

† اِس اشتہار کا خلاصہ مضمون یہہ ہے کہ فلان فلاں صاحبان مسایل ذیل مین کوئی آیۃ قطعی الدلالۃ یا حدیث صحیح جسکی صحت مین کسیکو کلام نہ ہو اور وہ اِس معنی مین جسکے لئے پیش کئے جاوین نص صریح د قطعی الدلالۃ ہو پیش کرین ۱ رفعیدین نہ کرنا ۲ آمین آہستہ کہنا ۳ نماز مین زیر ناف ہاتہہ باندہنا ۴ مقتدیون کو قرأت فاتحہ سے منع کرنا ۵ آیمہ اربعہ سے کسی ایک امام کی تقلید کا واجب ہونا ۶ وقت ظہر کا دو مثل تک رہنا ۷ عام مسلمانون اور پیغمبرون کا ایمان مساوی ہونا ۸ قضا کا ظاہر ہوجانا نافذ ہونا ۹ نکاح محرمات ابدیہ سے حد زنا محرمات کا ساقط ہونا ۱۰ پاک پانی کا دہ در دہ سے مقید ہونا +

(74)

نہین سمجہا اور جو سمجہا اُلٹا سمجہا) نہ یہ تھا کہ جو دلایل اُن قیود سے خالی ہون وہ ہمارے نزدیک پایہ اعتبار و احتجاج سے ساقط ہین مثلاً جو آیہ قطعی الدلالۃ نہ ہو ظنی الدلالۃ ہو جیسے عام کتاب اللہ ہم اُسکو نہین مانتے یا جو حدیث اتفاقی صحیح نہ ہو حسن ہو یا اختلافی صحیح یا اپنے معنی پر صریح الدلالۃ نہ ہو ہم اُسکو لایق سند نہین سمجہتے وعلی ہذا القیاس حاشا وکلا یہہ مقصود ہمارا اِن قیود سے ہرگز نہ تہا چنانچہ اس بات کا اظہار اشاعۃ السنہ جلد اول نمبر ۸ و ۹ و ۱۰ مین بہ تفصیل ہو چکا ہے بلکہ ان قیود سے صرف اُن اہل تشدید کا الزام مقصود اور اِس امر کا اظہار مطلوب تہا کہ جس درجہ کی قوت و ثبوت وہ اپنی جانب کے مسایل مین خیال کرتے ہین اُس درجہ کی قوت اُن مسایل میں نہیں ہے اور جس مرتبہ کا تشدد وہ ان مسایل کے عمل و ترک میں مبذول فرماتے ہین اور جو احکام وجوب و حرمت وہ اِن مسایل پر لگاتے ہیں اس مرتبہ کی تشدد کی مقتضی اور اُن احکام کے مثبت دلایل اُن کے ہاتہہ میں موجود نہین ہیں ؛

تشریح و تمثیل

(۱) تقلید مذہب معین کو وہ فرض بتلاتے ہیں اور ترک تقلید پر حکم حرمت لگاتے ہین اور اسکے مرتکب کا لامذہب (جو بے دین کا مرادف ہے) نام رکھتے ہین اِس حکم و تشدد پر اُن سے آیۃ قطعی الدلالۃ یا حدیث صحیح متفق علیہ قطعی الدلالۃ کا مطالبہ کیا گیا اور اُن کے اِس قاعدہ فقہیہ سے (اما الفرض فما ثبت بدلیل قطعی لا شبہۃ فیہ یعنی فرض وہ ہے جو قطعی دلیل سے ثابت ہو اور اُسمین کچہہ اشتباہ نہ ہو) اُن کو الزام دیا گیا اور یہ سمجہا گیا تہا کہ مذہب معین پر کون سی آیہ یا حدیث قطعی کی شہادت پائی جاتی ہے جس سے آپنے حکم فرضیت اِس تقلید کا نکال لیا اور اسکے ترک پر یہہ تشدد کیا ہے +

(۲ و ۳ و ۴) رفع الیدین اور آمین بالجہر اور قرءۃ فاتحہ خلف امام کو یہہ لوگ حرام بلکہ مفسد نماز مرتکب بلکہ مفسد نماز ہم پہلو مرتکب (گو وہ خود اُن افعال کا مرتکب نہ ہوا ہو

صرف آمین بالجہر ورفع یدین کرنے والے کے برابر کھڑا ہوا ہو) بتلاتے ہین اور ان افعال پر فساد نماز و عذاب جہنم کا حکم لگاتے ہین اسلئے ان امور کی ممانعت پر اُن سے دلیل قطعی کا مطالبہ ہوا اور اُن کے اس قاعدہ سے (المحرم ماثبت النہی فیہ بلا معارض یعنے حرام وہ فعل ہے جسمین ممانعت بلا مزاحمت یعنی قطعی† طور پر ثابت ہو) الزام دیا گیا اور یہ جتایا گیا کہ ان امور کی ممانعت مین ایسے دلایل کہان ہین جنسے آپ لوگ یہہ حکم اور یہ تشدد نکالتے ہین -

اور یہ مقصود اس ڈہرہ سال کے مباحثات وجوابات سے بخوبی حاصل ہو گیا اور کس وناکس پر یہہ امر خوب ظاہر ہو گیا کہ جس مرتبہ کا تشدد وہ لوگ اِن مسایل مین کرتے ہین اُس مرتبہ کا تشدد اُنمین مناسب نہین اور جس درجہ کی قوت وثبوت وہ اپنے مسایل میں سمجھتے ہیں وہ مرتبہ اُنکو حاصل نہین ہے *

اِس پر دلیل یہہ ہے کہ اِس عرصہ تقریباً پانچ سال مین کسی نے شرط اشتہار کی مطابق ہمارے کسی سوال کا جواب نہین دیا اور ایک آیہ قطعی الدلالہ یا ایک حدیث صحیح صریح قطعی الثبوت کو کسی مسئلہ مین پیش نہین کیا بعض حضرات نے تو ہمارے سوال کا مقابلہ صرف سوال سے کیا اور یہہ کہا کہ تم ہم سے ان مسایل مین آیات قطعیہ واحادیث صحیحہ کا مطالبہ کرتے ہو ہم تمسے اِن مسایل کے خلاف پر ایسے دلایل کا مطالبہ کرتے ہیں اور بعض نے یہہ جواب دیا کہ تمہاری اِن قیود سے مفہوم ہوتا ہے کہ اِن قیود سے خالی ومجرد آیات واحادیث تمہارے نزدیک لایق عمل نہین ہین اور اِسمین اکثر ادلہ شرعیہ کا ابطال لازم آتا ہے - اور بعض حضرات نے ضعیف احادیث وغیر صریح آیات کو پیش کر دیا - الغرض مطلوب ومقصود جواب کسی صاحب سے آجتک ادا نہ ہو سکا چنانچہ ضمیمجات اخبار سفیر ہند مطبوعہ ۱۳۰۶ھ و ۱۳۰۷ھ اور جلد اول اشاعۃ السنہ مین اِس امر کی تفصیل موجود ہے -

ادہر تو یہہ مقصود حاصل ہوا اور اُدہر مقصود مقابلہ یہہ پر یہہ ماتہہ مین آیا (چنانچہ نمبر ۱ جلد ۴

† مسلم الثبوت کی شرح مین ہے - قالوا (ای الحنفیہ) ان ثبت الطلب الجازم القطعی لفعلٍ غیر کف فالفرض ولفعل کف فالحرام الخ -

اشاعۃ السنہ مین بیان ہوا) اسلئے اب اشاعۃ السنہ کو بحث والزام خاص خاص اشخاص سے اعراض وانقطاع پسند آیا اور اپنے اصلی فرض شاعۃ السنہ (جس سے اسکا نام وعنوان مشعر و مخبر ہے) بہمہ تن مصروف ہونا مناسب وضروری معلوم ہوا وبناءً علیہ یہہ قرار پایا ہی (چنانچہ نمبر (۱ جلد ۴) مین اسکا وعدہ بھی ہوا تہا) کہ **اصل اشاعۃ السنہ** مین اصول اسلام وبعض فروع مہمہ خصوصاً اُن اصول وفروع سے جنمین مخالفین اصول اسلام نیچریہ یا فلاسفہ وغیرہ کو نزاع وکلام ہے بحث ہوا کرے مگر اسمین کسی خاص شخص زید وعمر واحمد ومحمود کو مخاطب نہ کیا جاوے بلکہ بلا خطاب احدے مستقل طور پر اظہار حق عمل مین آوے اور اگر اسکی تائید مین ابطال قول باطل منظور ہو تو اسمین بھی کسی خاص شخص کا نام نہ لیا جاوے صرف اُس قول اور اُسکے ماخذ کو ذکر کرکے اُسکا ابطال قلم مین آوے اور اُسکے **ضمیمہ** مین معمولی مسایل فرعیہ اسلام کو جو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ مین وارد ہین اور محدثین اہلسنت مین معمول ومروج ہین بیان کیا جاے اور اُسمین بھی مستقل طور پر بلا معارضہ ومقابلہ احدے بیان مسایل صحیحہ راجحہ ہو اور اگر اسکی تائید مین کسی قول مرجوح وضعیف کا ضعف بیان کرنا منظور ہو تو بلا ذکر نام قایل صرف اس قول اور اسکے ماخذ ومستند کا جواب قلم بند ہو ہان مقام موافقت ومطابقت مین ائمہ سلف کے اسماء واقوال کو ادب واحترام سے ذکر کیا جاوے +

اِس طرز بیان مین یہہ ضمیمہ کتب محدثین سلف (جامع ترمذی صحیح ابن حبان سنن ابی داؤد وغیرہا) کی نظیر ہوگا جو مسایل مرجح کو مستقل طور پر ذکر کرتے ہین پھر اُنکے معارض ومخالف مسایل کو بلا ذکر اسم قایل بیان کرکے ان کے ضعف پر متنبہ کر دیتے ہین - اور کثرت مسایل مین یہہ سب سے بڑھکر ہوگا کیونکہ جملہ مسایل صحاح ستہ وموطا امام مالک وغیرہ کتب متداولہ وموجودہ اِس دیار کا جامع ہوگا جسکے پاس یہہ ضمیمہ ہوگا اِسکو مسایل فرعیہ کے جاننے کے لئے غالباً کسی دوسری کتاب حدیث سے کام نہ پڑیگا ہر چند پاس جامع بیان کے لئے یہہ حجم ضمیمہ جو فی الحال تجویز ہوا ہے کافی نہین ہے مگر جب اُسکی عمدگی وبہتری نے لوگون کے

دلون مین جگہہ پکڑ لی اور اُن کی رغبت اسکی طلب و خریداری مین زیادہ ہوگئی تو اِس حجم کا دہ چند ہوجانا کچھہ مشکل نہین "

اِن مسایل کے بیان اور اِس ضمیمہ کے اعلان سے (واللہ ثم باللہ ثم تاللہ) یہہ ہرگز مقصود نہین ہے کہ ہم کسی مذہب فروعی اسلامی حنفی یا شافعی) کا مقابلہ کرین اور اِس پر نکتہ چینی و عیب مبنی عمل مین لاوین اِسپر ہم خدا کو شاہد ٹھہراتے ہیں اور جیسی کوئی چاہے حلف اُٹھاتے ہین - بلکہ اِس سے ہمارا مقصود صرف مسایل حدیثیہ کا اظہار اور مذہب اہلحدیث (جو قدیم سے ہم پہلو مذاہب فقہا چلا آتا ہے) کا بیان واشتہار ہے - پھر بھی اگر کوئی ہماری تحریر کو اپنے مقابلہ مین سمجھے اور اسکو اپنے مذہب کا رد و معارضہ خیال کرکے اسکے رد و جواب کے لئے مستعد ہوبیٹھے تو وہ جانے اور اسکا ایمان +

اِس مقصود پر جو ہمنے بیان کیا ہے ہمکو باعث و محرک وہی امر ہوا ہے جو امام محمد بن اسمعیل بخاری کو تالیف کتاب صحیح بخاری پر اور امام ابو عیسی ترمذی کو تالیف جامع ترمذی پر باعث ہوا ہے (یعنی لوگون کا بلاد ساطت مجتہدین عمل بالحدیث کا طالب و شایق ہونا اور ایسی کتاب کا جو اُن کو مراجعت اقوال مجتہدین سے فارغ کرے پایا نہ جانا) چنانچہ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے کتاب بستان المحدثین مین سبب تالیف صحیح بخاری یہی بتایا اور فرمایا ہے سبب تصنیف این جامع صحیح اور اچنین شد کہ روزے در مجلس اسحٰق بن راہویہ حاضر بود یاران اسحٰق بن راہویہ گفتند اگر کسی توفیق یابد مختصرے در سنن جمع نماید و بر احادیث صحیحہ کہ بدرجہ اعلی رسیدہ اند اکتفا کند چہ خوب باشد کہ عمل کنندگان بے دغدغہ و بے مراجعت مجتہدین بدان عمل نمایند این سخن در دل بخاری جا کرد و از ہمانوقت تصنیف این جامع بخاطرش افتاد و از جملہ شش لکھہ حدیث کہ نزد او بود انتخاب شروع کرد و آنچہ بسیار صحیح بود بر ہمان اکتفا نمود ÷

اِس باعث کا مقتضا زمانہ امام بخاری مین تو عربی زبان مین صحیح بخاری وغیرہ کتب حدیث

کی تالیف ہونیسے پورا ہو گیا تہا مگر اس زمانہ ناواقفی وجہالت مین اور ان بلاد عجم مین اُن عربی کتب کا وجود کالعدم ہے اور اس باعث کا مقتضا بدون تصانیف ہندی زبان کے پورا ہونا ممکن نہین ہے۔

اور نیز اُس زمانہ مین تو اس باعث کا وجود واثر محدود تہا اور بلا وساطت مجتہدین عمل بالحدیث کا شوق وولولہ خاصکر امثال اسحٰق بن راہویہ کو ہوا ہوگا اس زمانہ مین اُسکا وجود واثر غیر محدود ہے کہ کس وناکس کو یہہ شوق وولولہ ہے۔

مجہے پنجاب وہندوستان بنگال ومدراس وغیرہ کے اکثر بلاد کی سیر وسیاحت کا اتفاق ہوا ہے مینے غالباً کوئی شہر وقریہ ایسا نپایا جسمین اکثر شایقین عمل بالحدیث کو نہ دیکہا ہو ان شایقین مین بعض تو اہل علم ہین جو کتاب وسنت مین پورے مہارت رکہتے ہین اور متون وشروح کتب حدیث کیطرف مراجعت کرسکتے ہین وہ اس شوق کے پورا کرنے مین پورے کامیاب ہین۔ وہ شب وروز درس وعمل کتاب وسنت مین مصروف ہین اور لوگون کو اتباع سنت کی دعوت کرنیمین مشغول انکے اور انکے اتباع کے حق مین آنحضرت نے یہہ بشارتین فرمائین ہین۔

من دعا الی ھدی کان لہ من الاجر مثل اجور من تبعہ (رواہ مسلم)	جو کوئی راہ ہدایت کیطرف لوگون کی رہنمائی کرتا ہے اسکو اُن لوگون کی مثل اجر ملتا ہے
مثل ما بعثنی اللہ بہ من الھدی والعلم کمثل الغیث الکثیر اصاب ارضا فکان منہا نقیۃ قبلت الماء فانبتت الکلاء والعشب الکثیر وکانت منہا اجادب امسکت الماء فنفع اللہ بہا الناس فشربوا وسقوا وزرعوا قال رسول اللہ صلی اللہ	جس علم اور ہدایت کے ساتہہ خدا نے مجہے بہیجا ہے اُسکی مثال بڑی بارش کی سی ہے جو کہری (اور ستہری) زمین کو پہنچتی ہے تو طرح طرح کی گہاس اُگاتی ہے اور بعض زمین سخت ہوتی ہے تو وہ پانی کو بند رکہتی ہے جس سے لوگ نفع اُٹہاتے ہین پانی پیتے ہین اور لوگون کو پلاتے ہین اور

علیہ وسلم فذلك مثل من فقه فی دین الله فنفعه ما بعثنی الله به فعَلِم وعلم۔

کہتی کرتے ہین آنحضرت نے فرمایا یہہ اُس شخص کی مثال ہو جس نے خدا کے دین مین سمجھہ پیدا کی اور اسکو دین نے نفع دیا اُس نے خود بھی سیکھا اور لوگون کو بھی سکھایا۔

یہہ لوگ ہماری اِس تالیف جدید سے مستغنی ہین اور اپنے اتباع کو غنی کئے ہوئے ہین اونکے اور ان کے اتباع کے شوق عمل بالحدیث کے پورا ہونیکے لئے وہی کتب سلف (صحیح بخاری وغیرہ) کافی ووافی ہین اور بعض اِن شایقین عمل بالحدیث سے علم قرآن وحدیث اور اُسکے متعلقات سے بے علم ہین اور صحت وسقم الفاظ ومعانی نصوص سے محض بے خبر۔ عربی زبان سے اُنکو آشنائی نہین اور علمار حدیث تک (جنکا ذکر اوپر ہوا) اُنکو رسائی نہین۔ ہندی زبان مین کوئی ایسی کتاب جامع مسایل عبادات ومعاملات جو کسی محدث کی تالیف ہو اُن کے پاس موجود نہین اور تراجم ہندی وفارسی علمار منسوب بتقلید پر انکا اعتقاد واعتماد نہین اسلئے وہ اِس شوق کے صحیح طور پر پورا کرنے مین ناچار ہین اور اُسکے جذبہ مین مضطر وبیقرار۔

اِس ناچاری وبے قراری کی حالت مین جب وہ کسی مسئلہ مین کوئی سُنی سنائی حدیث نہین پاتے تو بحکم حدیث (انما شفاء العیّ† السوال) اپنے علمار کے آگے ماتھہ سوال کا نہین پھیلاتے بلکہ اپنی رائے سے اجتہاد کر لیتے ہین یا اپنے جیسے بیعلم

† اندھاپن یعنی جہالت کا علاج سوال ہی ہے یہہ حکم آپنے اس موقع پر فرمایا کہ ایک شخص کو سر مین پتھر لگ کر زخم ہو گیا تھا اسی احتلام ہوا تو اس نے جو از تیمم کا لوگون سے مسئلہ پوچھا لوگون نے (اپنی عقل سے) کہدیا کہ تمھہ تیمم جایز نہین ہی پس وہ نہایا تو فوت ہوا آنحضرت کے پاس یہہ مقدمہ پیش ہوا تو آپنے آشفتہ ہو کر فرمایا خدا اُنکو ہلاک کرے انہون نے اسکو ہلاک کیا انہون نے (کسی اہل علم سے) پوچھہ کیون نہ لیا جب اُن کو علم نہ تھا۔ اُسکے آگے یہہ قول فرمایا۔ (دیکھو سنن ابوداؤد وغیرہ۔

مجتہدون کا اتباع کرتے ہین جو کسی علم دینی اور اسکے متعلق علوم مین مداخلت نہین کیتے
علم صرف مین اونہون نے میزان نہین پڑہی۔ علم نحو مین مأۃ عامل نہین دیکہی حدیث
مین مشکوۃ بلکہ چہل حدیث بلکہ کوئی ایک حدیث استاذ سے نہین پڑہی قرآن کی ایک
آیت بامعنی کسی عالم سے نہین سیکہی صرف اردو† عبارت ٹوٹی پہوٹی انکو پڑہنی آتی ہے۔
پہر اس بضاعت واستطاعت پر اونہون نے بعض نیم خام عربی دان طالب علمون کی
مدد سے تالیف وتصنیف کو شروع کردیا ہے اور منصب افتا واجتہاد اختیار کرلیا ہے۔
ان بڑے بڑے مجتہدون اور اُن کے اتباع عوام شائقین اتباع کے حال پر مثل ضعف
الطالب والمطلوب خوب صادق آرہی ہے اور ان متبوعین کا مفتی ومصنف مجتہد
بنجانا ایک علامت **قیامت** ہے جسکی پیشگوئی آنحضرت نے اس حدیث مین کی
ہی جو ابوہریرہ سے منقول ہی کہ آنحضرت ایک قوم سے باتین کررہے تہے کہ ناگاہ ایک اعرابی آیا اور اس
نے قیامت سے سوال کیا آنحضرت اپنی باتون مین لگے رہے جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ وہ
سایل کہان گیا وہ بولا مین ہون یا رسول اللہ آپنے فرمایا جب امانت ضایع ہونے لگے تو قیامت کا منتظر ہو
اس نے عرض کیا امانت کا ضایع ہونا کس طرح ہی آپ نے فرمایا کہ جب کام نااہلون کے
سپرد ہو تو قیامت کا منتظر ہو (یعنی حکومت سپرد ظالم ہو اور شہادت سپرد دروغ گو اور

† اسین شک نہین ہی کہ اردو مین بھی بہت احادیث ومسایل دینیہ مترجم ہین پہر جاہل مدعی اپنے عمل کے لئے یہی کافی ہی مگر لوگون
کو فتوی دینے اور اجتہاد کرنے کے لئے ہنوز دلی دور ہی جن اصول وفروع کی تالیف واجتہاد مین ضرورت ہی
اور انکا جاننا تصنیف واجتہاد کے لئے شرط ہی اردو مین انکا نام ونشان ہی نہین ہے۔

‡ اس حدیث کی عبارت یہ ہے عن ابی هریرة بینما رسول الله صلی الله علیه وسلم یحدث القوم
اذ جاءه اعرابی فقال متی الساعة فمضی رسول الله فی حدیثه حتی اذا قضی قال این السایل
قال ها انا یا رسول الله قال اذا ضیعت الامانة فانتظر الساعة قال وکیف اضاعتها قال اذا
وسد الامر الی غیر اهله فانتظر الساعة - رواه البخاری -

فتوی سپرد جہلا و علی ہذا القیاس) ایک اور حدیث مین آنحضرت نے فرمایا ہے علم کا قبض ہونا (جو دوسری حدیث مین ارشاد ہوا ہے) اس طرح نہ ہوگا کہ لوگون کے سینون سے علم نکال لیا جاوگا ولیکن قبض علم علما کی قبض (یعنی فوت ہو جانیسے) ہوگا یہانتک کہ جب خدا تعالی علمار کو باقی نہ چھوڑے گا تو لوگ جاہلون کو سردار یا امام بنا لینگے پھر وہ ان سے مسایل پوچھینگے تو وہ بلا علم فتوی دینگے پس خود بھی گمراہ ہونگے اور لوگون کو بھی گمراہ کرینگے۔

یہہ آفت و علامت قیامت مسئلہ تقلید کے غلط معنی سمجھنے اور اسکو بے محل اور برے طور پر استعمال مین لانیسے پیدا ہوئی ہے۔

مسئلہ عدم جواز تقلید (جسپر اہلحدیث ہمکو اور ہر محقق مذاہب اربعہ کو حق الیقین بلکہ عین الیقین ہے) کے صحیح معنی یہہ ہین کہ اہل علم یا جنکو اہل علم نے صحیح طور پر علم دیا ہے قرآن و حدیث کے مقابل مین کسی کی تقلید نہ کرین نہ یہ معنی کہ جن مسایل مین خود قرآن و حدیث کا علم نہ کہین انمین بھی کسی اہل العلم کا اتباع و سوال نہ کرین اور کسی نا کسی اہل علم و کل اپنے مجتہد ثابت

* اس حدیث کی الفاظ یہہ ہین عن عبد اللہ بن العاص قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعہ من الناس ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالما اتخذ الناس رؤسا جہالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا

‡ دیکھو اظہار الحق چھاپہ قدیم لاہور صفحہ جسمین صاف کہا ہے کہ تقلید مجتہدین کی ممانعت و بطلان

کو وقت جانکہ مسئلہ کے قرآن یا حدیث سے اس مسئلہ معلومہ مین نہ پاوے اور نہ ثبوت اجتہاد حقیقی ثابت حضرت مولانا وحید الزمان سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی جسکو اخیر مین صاف فرمایا ہے واضح ہو کہ بالفاظ بمقتضای آیہ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون و غیرہا من الآیات و بمقتضای حدیث انما شفاء العی السوال ہر جاہل وقت، علمی کہ عالم ہو خواہ

اور لوگون کو اپنی رائے و اجتہاد سے فتوی دین (چنانچہ آجکل ہو رہا ہے اور مجتہدین بلا علم کا یہ عمل ہے۔ اس ناکس صاحب افتا و اجتہاد ہے و اتباع علماء سے آزاد ہے۔

یہہ حال دیکھ کر مینے محض بنظر صیانت دین و نصیحت قسم ثانی متبعین اس تالیف و بیان مسایل کتاب و سنت کا قصد کیا ہے اور حسبۃ اللہ اس بھاری بوجھ کو اپنے ذمہ لیا ہے شاید خدا تعالی اس تالیف سے ان متبعین سنت کی راہنمائی کرے اور اس حیرانی و سرگردانی و آزادی و مطلق العنانی سے انکو بچائے۔

اس امر کا خیال مجھے عرصہ پندرہ سال سے تھا مگر ساتھ ہی اس کے اپنی قلت استطاعت و کمی بضاعت کا خیال اس سے مانع بھی ہوتا

کہ یہہ منصب عالی امثال بخاری و مسلم وغیرہ ائمہ حدیث کو تھا پھر ان کے بعد علماء قرون متوسطہ کو حاصل ہوا جنہون نے متون حدیث کی شروح مین اپنی عمر کو خرچ کیا آخر قرون متاخرہ خصوصا بلاد ہندوستان مین یہہ منصب امثال حضرت شاہ ولی اللہ کو تھا اور انہی پر ختم ہوا۔ ہمارا یا ہمارے اقران و امثال علماء کا یہہ منصب کہان ہے کہ اس میدان مین قدم رکھین اور اس مہم کو فتح کرین مگر جب دیکھا کہ اس سکوت و توقف علماء مین اور کام بگڑنے لگا عہدہ تصنیف و افتاء

(پوچھ لے یاد رہے) یہہ عبارتین اسلئے نقل کی گئی ہین کہ اس غلط فہمی عوام کا قصور لوگ ہمارے ذمہ نہ لگاوین اور یہہ بھی نہ کہنے لگین کہ پہلے خود ہی عوام کو آزادی و خود اجتہادی کا فتوی دیا ہے اب برخلاف اسکے لوگون کو مقلد بنانا چاہتے ہین۔

عبارات معیار و ثبوت الحق الحقیق صاف و صریح طور پر ناطق ہین کہ عوام کو کسی نہ کسی عالم کا اتباع ضروری ہے آزادی و خود اجتہادی جایز نہین ہے۔ باینہمہ کوئی اجازت آزادی و خود اجتہادی عوام کو ہمارے ذمہ لگاوے اور ہماری تقریر حال کو مخالف بیان سابق قرار دے تو اسکا کچھ جواب نہین ہے۔

کو خالی دیکہکر بے علمون نے سنبہال لیا اور منصب اجتہاد کو اپنے لئے تجویز کرکے اجتہاد شروع کردیا اور مضمون حدیث مذکور (وسد الامر الی غیر اہلہ) صادق آنے لگا اور مفہوم شعر (پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز ٭ بسوخت عقل ز حیرت کہ اینچہ بوالعجبی ست) نے جلوہ دکہایا تو ناچار اسی بضاعت و استطاعت پر کچہہ نہ کچہہ لکہنا ضروری معلوم ہوا اور یہ خیال آیا کہ علماء کی قلت بہی اُن لوگون کے نسبت کثرت ہے اور جو بضاعت و استطاعت خدا نے علماء کو دی ہے وہ اُن لوگون کی بضاعت و استطاعت سی بدرجہا بڑہکر ہے لہذا جو علماء کی قلم سے نکلیگا وہ ان لوگون کے اجتہادات سے بدرجہا برتر ہوگا ٭

اِس خیال و امید سے ہمنے اس تالیف کا قصد کیا ہے اور حق تعالی سے امید ہے کہ وہ اِس کار خیر مین ہماری مدد کریگا اور ہماری اِس تالیف مین برکت دیگا اور اسکو اپنے دین کی حمایت اور عام متبعین کی ہدایت کا سبب بنائیگا وہ مجتہدین اس سی نہ سنبہلی نہ سہی انکی متبعین عامہ شائقین عمل بالحدیث (چند اعتراض اور اُن کے جوابات) تو سنبہل جائینگی اور آزادی شاید ہمارے معاصرین علماء (جو تقلید کو تحقیق و استدلال پر ترجیح دیتے ہین) ہمارے اِس عذر و تدبیر پر یہہ اعتراض کرین کہ آزادی و خود اجتہادی عوام کا علاج یہ نہین ہے جو تمنے تجویز کیا ہے بلکہ علاج اسکا یہ ہے کہ لوگون کو قطعاً عمل و استدلال قرآن و حدیث سے روک دیا جاوے اور تقلید مذہب و کتب سابقین کی بتاکید ہدایت و وصیت عمل مین آوی اور یہ سمجہایا جاوے کہ جو مسایل کتب سابقین (ہدایہ و شرح وقایہ و منہاج) وغیرہ مین مذکور ہین یہہ سب کے سب سراسر مطابق و موافق قرآن و حدیث ہین۔ ہماری سمجہہ مین اُن کے دلایل نہ آوین تو کیا ہے؟ اسلئے ان کتابون کے مسایل کی تفتیش و تفحص اور اُنمین چون و چرا جایز نہین ہے اور بلا تردد و استفسار اُنپر عمل کرنا واجب ہی۔

اسکا جواب یہ ہے کہ اس علاج کو صحیح بھی مان لیا جاوے تو اس زمانہ آزادی و خود اجتہادی مین یہ کارگر نہین ہے ..... یا آپ لوگون کے ..... سے کبہی وہ لوگ

(79)

تقلید اختیار نہ کرینگے۔ ہم کیا ہین ہمارے اور آپ کے اکابر متاخرین و متقدمین دوبارہ دنیا مین آوین اور اُن لوگون کو اتباع و طلب دلیل سے ہٹاوین اور بلا دلیل پیروی اُن کتب کی تاکید فرماوین تو بہی وہ لوگ نہ مانینگے۔ اِس زمانہ آزادی مین ایسے لوگون کا ایک یہی علاج ہے کہ جس مسئلہ مین اُنکو خطا و غلط راء پر پاوین اور اُنکو حق پر لانا چاہین اُسکی سند و دلیل قرآن و حدیث سی نکالکر اُنکے سامنے پیش کردین اور اُس سند کے زور سی اُنکو خود رائی سے ہٹاکر پابند سنت کرین ٭

(۲) اِسپر اگر وہ علماء یہ **اعتراض** کرین کہ اِس صورت مین لازم تہا کہ کسی مذہب (حنفی یا شافعی) کے کسی کتاب فقہ ہدایہ یا منہاج) کے مسایل کو اسی طرز استدلال پر قرآن و حدیث سے ثابت کیا جاتا اور اُن لوگون کو اُنہی مذاہب و کتب کی تقلید و اتباع پر قایم کیا جاتا نیا مذہب محدثین قایم کرنا اور قرآن و حدیث کی تائید سے اُس کو رواج دینا کیا ضرور تہا ؟۔

اسکا **جواب** یہ ہے کہ مذہب محدثین نیا تو نہین بلکہ قدیم سے چلا آتا ہے اور کتب فقہ و مذاہب میں اِسکا ذکر موجود ہے جہان اہل رائے و اجتہاد کا ذکر پاؤگے وہان اہل ظاہر و اصحاب الحدیث کا ذکر بہی ضرور دیکہوگے۔ اور نیز کوئی قول اُنکا ایسا نہ دیکہوگے جسمین کسی نہ کسی مجتہد کا توافق نہ پاؤگے اور نیز تدوین و تالیف کتب اس مذہب (صحیح بخاری جامع ترمذی وغیرہ) کی بہی آج نہین ہوئی بلکہ اکثر کتب فقہ سے پیشتر ہو چکی ہے رہا یہ کہ ہم نے اِس مذہب کی تائید و بیان کا کیون التزام کیا اور مذہب حنفی یا شافعی کی تائید و ترویج پر کیون اکتفا نکیا۔ **اِسکی وجہ** ایک یہہ ہے کہ ہمارے اعتقاد و خیال مین (گو دوسرونکے نزدیک نہو) مذہب محدثین کو اور مذہب پر ترجیح ہے اور **دوسری** یہہ کہ جن لوگون کے عمل و فہمایش کے لئے ہم نے اِس تالیف و بیان کا قصد کیا ہے اُنکے نزدیک بہی یہی مذہب مرجح اور غالباً کتاب و سنت کے موافق ہے لہذا ہم تائید مذہب حنفی یا شافعی سے عاجز و معذور ہین اور مذہب اہلحدیث کی تائید و ترویج مین مجبور ہین

جو لوگ ان مذاہب کو مرجح اور غالباً کتاب و سنت کے موافق سمجھتے ہین وہ ان مذاہب کے مسایل کو اسی طور سے مدلل فرما دین اور لوگون کو ان مذاہب کی طرف بلا دین۔

الغرض بے دلیل بات کہنی اور مجرد فتوی لگا دینے کا اب وقت نہین رہا جس مذہب کو کوئی مرجح و مدلل سمجھے اسکی ترویج و بیان کے لیے اسی صورت کی ضرورت ہے جو ہمنے تجویز کی ہے۔

(۳) اسپر شاید وہ یہ **اعتراض** کرین کہ مذہب محدثین کوئی شخصی مذہب نہین ہے بلکہ جو قول ظاہر حدیث و قرآن کے موافق ہو وہی مذہب محدثین ہے (بخاری کا ہو خواہ مسلم کا امام احمد کا ہو خواہ اسحاق یا امام شافعی کا) چنانچہ ترمذی اپنی جامع مین جا بجا† اقوال امام احمد و اسحاق و شافعی کو نقل کرتا ہے اور ان سب کو قول اصحابنا (یعنی مذہب اہلحدیث) سے تعبیر کرتا ہے۔ پس اس مذہب مرکب محدثین کی ترویج سے پابندی مذہب شخصی جاتی رہیگی اور وہی آزادی (جسکو غیر مقلدی‡ کہا جاتا ہے) پھیلیگی +

اسکا **جواب** یہ ہے کہ اس مذہب مرکب محدثین کی تعمیل و ترویج سے آزادی و غیر مقلدی تو ہرگز متصور نہین کیونکہ اسمین بھی آیہ و حدیث اور کسی نہ کسی امام کی پیروی تو ضرور ہی کرنی پڑے گی پھر یہ آزادی و غیر مقلدی کیونکر ہوئی **ہان** اس سے شخصیت مذہب بیشک جاتی رہیگی مگر اسکی قباحت و برائی ہماری سمجھ مین ابتک نہین آئی جب ہمارے احباب علماء اہل تقلید ہمکو پیروی شخصی مذہب کی ضرورت سمجھا دین گے تو ہم اسی قلم اور اسی زبان سے (جس سے مذہب محدثین کی ترویج کرتے ہین) کسی خاص مذہب حنفی یا شافعی کی ترویج و تائید شروع کر دین گے واللہ علی ما نقول وکیل وکفی باللہ وکیلا وکفی باللہ شہیدا۔ **ابتک** تو ہم یہی سمجھتے ہین کہ کسی مذہب شخصی (حنفی یا شافعی کی پیروی کسی پر واجب نہین ہے اور اس شخصیت سے ہر ایک کو قدرتی و شرعی آزادی

† دیکھو صفحہ ۲۶ وغیرہ کتاب ترمذی مطبوعہ میرٹھ ۱۳۰۸ ہجری ‡ یہ معترض کا قول ہے ہم اپنی طرف سے نہین کہتے

(80)

حاصل ہے۔

اول تو خدا و رسول نے قرآن و حدیث مین کسی خاص مذہب یا خاص شخص کی پیروی کا حکم نہین فرمایا چنانچہ بیسون علماء اصولیین و فقہا حنفیہ و شافعیہ نے بہ تصریح بیان کیا ہے پہر آنحضرت کے اصحاب و خلفاء نے کسیکو شخصی اتباع کا حکم نہین دیا اور اس زمانہ صحابہ مین کسی شخص نے کسی امام یا خلیفہ کا شخصی اتباع نہین کیا چنانچہ امام قرافی ‡ نے اسپر اجماع نقل کیا ہے پہر آئمہ مجتہدین نے کسی کو اتباع اپنے مذہب یا کسی

---

† حاشیہ پر شروح تحریر ابن الہمام تالیف ابن امیر حاج و سید بادشاہ و مسلم الثبوت و شروح مسلم و مغتنم وغیرہ کتب اصول فقہ مین ہے لا واجب الا ما اوجبہ اللہ تعالی و رسولہ ولم یوجب اللہ و رسولہ علی احد ان یتمذہب بمذہب رجل من الائمۃ ترجمہ واجب نہین مگر جو خدا و رسول واجب کرین اور خدا و رسول نے کسی پر واجب نہین کیا کہ کسی ایک امام کا مذہب اختیار کرین اور میزان الکبری شعرانی مطبوعہ مصر کے صفحہ ۴۳ مین امام ابن عبد البر سے منقول ہے۔ لم یبلغنا فی حدیث صحیح و لا ضعیف ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر احدا من الائمۃ بالتزام مذہب معین لا یری خلافہ ترجمہ ہمکو کسی حدیث صحیح یا ضعیف مین نہین پہونچا کہ آنحضرت نے کسیکو حکم دیا ہو کہ وہ ایک مذہب کو لازم کرلے جسکا خلاف صحیح نہ سمجھے۔ اور شرح عین العلم و سم القوارض تصانیف ملا علی قاری اور قول سدید ابن الملا فروخ مکی حنفی مین ہے۔ ان اللہ سبحانہ ما کلف احدا ان یکون حنفیا او شافعیا او حنبلیا او مالکیا بل کلفہم ان یعملوا بالکتاب والسنۃ ان کانوا علماء او یقلدوا العلماء ان کانوا جہلاء۔ ترجمہ خدا پاک نے کسی ایک کو حنفی یا شافعی یا حنبلی یا مالکی ہونیکا حکم نہین دیا بلکہ عالم ہون تو باستدلال کتاب و سنت عمل کرنیکا حکم دیا ہے اور اگر جاہل ہون تو علماء کی پیروی کرنے کا۔

‡ حاشیہ مسلم و مغتنم و میزان کبری و ناظورۃ الحق وغیرہ مین ہے قال القرافی انعقد

اور مذہب کا ارشاد نہین† کیا اور نہ انکے زمانہ مین کسی نے کسی ایک امام کا خاصکر اتباع کیا ہے اس پہ یہی بہت سے علماء نے اجماع ہو جانیکا صراحۃً یا اشارۃً دعوی کیا ہے ہان قرون

یتبع حاشیہ دوسرے

الاجماع علی ان من اسلم فلہ ان یقلد من شاء من العلماء من غیر حجر واجمع الصحابۃ علی ہذا استفتی ابابکر وعمر وقلدھما فلہ ان یستفتی ابا ہریرۃ ومعاذ بن جبل۔

ترجمہ قرافی نے کہا ہے اسپر اجماع ہو چکا ہے کہ جو کوئی مسلمان ہو وہ علماء مین سے جسکے چاہے بے روک ٹوک تقلید کرے اور صحابہ کا اسپر اجماع ہوا ہے کہ جو ابوبکر صدیق و عمر فاروق سے فتوی لیتا اور اسکی تقلید کرتا اسکو جایز تہا کہ وہ ابوہریرہ اور معاذ بن جبل سے فتوی لے اور اُن کی تقلید کرے۔

† میزان کبرٰی کے اسی صفحہ مین ہے۔ قال ابن السبکی لم یبلغنا عن احدٍ من الائمۃ انہ امر اصحابہ بالتزام مذہب معین لا یری خلافہ بل الذی نقل عنہم تقریرہم الناس علی العمل بفتوی بعضہم بعضًا لانہ کلہم علی ہدًی من ربہم ترجمہ ہمکو کسی امام سے یہہ بات نہین پہنچی کہ اُس نے اپنے صحبتیون کو کسی مذہب معین کو لازم پکڑنے کا حکم جسکا خلاف کرنا وہ صحیح نہ سمجہا ہو بلکہ اُن سے یہی منقول ہے کہ انہون نے ایک کو دوسرے کے فتوے پر عمل کرنے کو قایم و ثابت رکہا ہے کیونکہ اِن کے نزدیک سبہی امام خدا کی طرف سے ہدایت پر ہین +

†† کتاب القواعد کتاب تالیف شیخ عزالدین عبدالسلام مین ہے (چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ و انتباہ و عقد الجید مین نقل کیا ہے) لم یزل الناس یسئلون من اتفق من العلماء من غیر تقیید بمذہب ولا انکار علی احد من السائلین الی ظہرت المذاہب متعصبوھا من المقلدین ترجمہ ہمیشہ سے لوگ بلا تقید مذہب جس عالم سے اتفاق ہوتا مسئلہ پوچہ لیتے اور کوئی انکو اس سے نہ روکتا یہان تک کہ مذاہب اور اُن کے متعصب مقلد پیدا ہوئے (وہ متعصب روک ٹوک کرنے لگے) میزان کبرٰی کے صفحہ ۱ مین کہا ہے امام ابو محمد جوینی نے کتاب محیط تصنیف کی ہے جسمین ایک مذہب کی روش اختیار

متاخرین شخصیت مذہب کا بلا دلیل شرعی کئی لوگون مین رواج ہو گیا تھا مگر اس زمانہ مین وہ رواج بھی نہین رہا پہلے رواج کو دوسرے رواج نے اٹھا دیا ہے پس ہماری تالیف و بیان مین اس شخصیت مذہب کا التزام و لحاظ نہین رہا تو کونسا محل اعتراض ہے +

نہین کی اور کہا کہ شیخ امام فقیہ محدث مفسر اصولی شیخ عبد العزیز دیرینی اور شیخ الاسلام عزالدین بن جماعہ اور شیخ علامہ شہاب الدین برنسی اور شیخ علی بتیتی (امام شعرانی کا شیخ) چاروں مذاہب کے لوگون کو فتوی دیا کرتے تھے اور شیخ جلال الدین سیوطی نے بہت بڑی جماعت علماء سے نقل کیا ہے کہ وہ چاروں مذاہب پر لوگون کو فتوی دیتے۔ خاصکر عوام کو جو کسی مذہب معین کے پابند نہین ہوتے اور کسی مذہب کے اصول و اقوال کو نہین جانتے۔" اور صفحہ ۴۳ مین کہا ہے کہ شیخ عبد العزیز دیرینی نے کتاب **الدرر الملتقطة فی المذاهب المختلفة** تالیف کی ہے جسمین چاروں مذہب پر فتوی دیا ہے اور صفحہ ۴۳ مین اُن ایمہ اور اکابر کا نام لیا ہے جنہون نے ایک مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذہب کو اختیار کیا ہے وہ اکابر یہ ہین (۱) شیخ عبد العزیز خزاعی پہلے مالکی تھے جب امام شافعی بغداد مین پہنچے تو اُن کے تابع ہو گئے (۲) محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم پہلے مالکی تھے جب امام شافعی مصر مین پہنچے تو وہ شافعی ہو گئے (۳) ابراہیم بن خالد بغدادی پہلے حنفی تھے جب امام شافعی بغداد مین پہنچے تو وہ شافعی ہو گئے (۴) ابو ثور پہلے اپنا مذہب مستقل کہتے تھے پھر شافعی ہو گئے۔ (۵) ابو جعفر ترمذی (ابو عیسی ترمذی صاحب جامع ترمذی نہ سمجھ لینا) پہلے حنفی تھے پھر شافعی ہو گئے (۶) ابو جعفر طحاوی پہلے شافعی تھے پھر حنفی ہو گئے (۷) امام شہور خطیب بغدادی پہلے حنبلی تھے پھر شافعی ہو گئے (۸) ابن فارس مصنف کتاب مجمل و علم لغت پہلے شافعی تھے پھر مالکی ہو گئے (۹) سیف الدین آمدی اصولی مشہور حنبلی تھے پھر شافعی ہو گئے (۱۰) مجم الدین بن صصف مقدسی پہلے حنبلی تھے پھر شافعی ہو گئے (۱۱) محمد ابن ابان سنجوی پہلے حنبلی تھے پھر شافعی ہوئے پھر حنفی ہو گئے۔ (۱۲) امام مشہور تقی الدین بن دقیق العید پہلے مالکی تھے پھر شافعی ہو گئے (۱۳) شیخ الاسلام کمال الدین بن یونس موصلی

ہمارے احباب معاصرین کو چاہیے کہ اِس زمانہ آزادی وخود اجتہادی مین ثبات وقیام تقلید شخصی کی حرص نکرین مطلق تقلید ہی کی خدا سے خیر مانگین اور اِسی کے قایم رہنے کو غنیمت سمجھکر اسمین جہانتک وسعت ہو کوشش کرین۔

اِس زمانہ مین ایسی تحقیق کی ہوا (خدا اُسکے طوفان سے بچاوے) چل رہی ہے کہ بڑے اصول اسلام پر لوگ نکتہ چینیان کر رہے ہین اور تفاصیل حشر ونشر وبعثت ونبوت واحکام ملت وحرمت کی عقلی دلایل پوچھتے ہین اور یہہ باتین نہ صرف اہل اسلام مین پائی جاتی ہین بلکہ غیر مذہب وملت عیسائی ہنود وغیرہ) کے نوخیز مجتہدین اور محققین سے بھی یہی باتین

پہلے حنبلی پھر شافعی (۱۴) امام ابوحیان پہلے ظاہری تھے پھر شافعی ہوگئے۔ ان تفاصیل سے امام شعرانی نے یہ جتایا اور بتلایا ہے کہ ایک مذہب کا التزام نہ کرنا زمانہ مجتہدین سے لیکر امام شعرانی کے زمانہ تک ایسا متفق علیہ امر قدیم وجدید چلا آتا ہے کہ اسکو سبیل المومنین کہا جاسکتا ہے جسکا خلاف کرنا بحکم آیہ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ جایز نہین ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ نے عقد الجید مین اِس تفصیل سے یہی مطلب نکالا اور کہا ہے ونقل الشیخ عبد الوہاب عن جماعۃ عظیمۃ من علماء المذاہب انہم کانوا یعملون ویفتون بالمذاہب من غیر التزام مذہب معین من اصحاب المذاہب الی زمانہ علی وجہ یقتضی کلامہ ان ذلک امر لم یزل العلماء علیہ قدیما وحدیثا حتی صار بمنزلۃ المتفق علیہ فصار سبیل المومنین الذی لا یسعہ خلافہ ترجمہ اسکا وہی ہے جو نقل کیا گیا ہے اور طوامع الانوار حاشیہ الدر المختار تالیف شیخ عابد حنفی مین ہے وجوب تقلید مجتہد معین لا حجۃ علیہ لا من جہۃ الشریعۃ ولا من جہۃ العقل کما ذکرہ الشیخ ابن الہمام من الحنفیۃ فی فتح القدیر فی کتاب المسمی بتحریر الاصول وبعدم وجوبہ صرح الشیخ ابن عبد السلام فی مختصر منتہی الاصول من المالکیہ والمحقق عضد الدین من الشافعیۃ وذکر امیر الحاج فی التحبیر شرح التحریر ان القرون الثلاثۃ اجمعوا علی انہ لا یجب لحاکم ولا مفت تقلید رجل واحد بعینہ لا یحکم

(81)

سے مین آتی ہین۔ پہر ایسے وقت تحقیق مین آئمہ فروع کی تقلید شخصی کو کون پوچہتا ہے اور کسی خاص شخص کے بلا دلیل پیروی کو کون قبول کرتا ہے۔

پس اگر علماء کو نصیحت (خیر خواہی) وحمایت اسلام کا ادعا ہے تو تقلید شخصی کے جہگڑون کو یک لخت چہوڑ دین اور جس مذہب اسلامی کو حق سمجہتے ہین اسکے حق ہونے کے دلایل عقلی نقلی لوگون کو سناوین اور اس ہوا تحقیق سے بچاؤ کے لئے کوئی اوٹ وآڑ بناوین اور جن سے خود یہ کام نہ ہو سکے وہ ان لوگون سے جو اس کام مین لگ رہے ہین موافقت کرین انکی مزاحمت اور معارضہ کے لئے مستعد نہ ہو جاوین جس مذہب

ولا یفتی فی شیئ من الاحکام الا بقولہ ترجمہ مجتہد معین کے تقلید کے واجب ہونے پر کوئی دلیل نہین نہ شریعت کی طرف سے نہ عقل کے چنانچہ حنفیون مین سے شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر وتحریر مین ذکر کیا ہے اور مالکیون مین سے شیخ ابن عبد السلام نے مختصر منتہی الاصول مین اور شافعیون مین سے قاضی عضد نے اور ابن امیر الحاج نے تحبیر شرح تحریر مین کہا ہے پہلے زمانون کے لوگون نے اسپر اجماع واتفاق کیا ہے کہ کسی حاکم ومفتی کو ایک ہی شخص کا مقلد رہنا اس طور پر کہ کسی مقدمہ مین بجز قول اس شخص کے کسی اور کے قول پر فتوی وحکم نہ دے جایز نہین ہے یہہ دعوی اجماع واتفاق ہمنے بہت کتب اصول جیسے شروح تحریر شروح مسلم۔ شروح مختصر الاصول۔ مغتنم الحصول۔ تقریر الاصول۔ عقد الفرید شرنبلالی حنفی انتہاء۔ وحجۃ اللہ تصانیف حضرت شاہ ولی اللہ وغیرہ مین پایا ہے مگر خوف تطویل سے ان دو تین کتابون کی نقلون پر اکتفا کیا۔

التماس

ان چارون حواشی کے بیان سے تقلید مذہب معین کو واجب نہ سمجہنے مین ہماری معذوری ومجبوری سامعین وناظرین کو واضح ہوگی۔ ومع ذلک قائلین وجوب تقلید مذہب معین کی خدمات بابرکات مین بڑے ادب وخلوص کے ساتہہ التجا والتماس کیجاتی ہے کہ اگر ہمارے ان تمسکات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(حنفی یا شافعی یا اہلحدیث) کو کوئی دلیل سے ثابت کرنا چاہے اور لوگون سے اِس مذہب کو تسلیم کراوے اسی مذہب کے ثبوت و تسلیم کو غنیمت جان لین اور اسکو ثبوت و تسلیم اسلام شمار کرین اور یہہ خیال کرین کہ دین اسلام اِن سب مذاہب اسلامیہ کا مجموعہ ہے پس جو مذہب منجملہ ان مذاہب کے ثابت ہوگا اُسی سے ثبوت اسلام متصور ہے اور جس مذہب کا اِن مذاہب سے رد و ابطال ہوگا اُسی مین رد و ابطال ایک جزو اسلام کا پایا جاویگا اور اگر سب مذاہب اسلامیہ ایک دوسرے کی رد مین متوجہ ہون گے تو مجموعہ اسلام باتفاق مجموعہ اہل اسلام رد ہو جائیگا والعیاذ باللہ +

بھائیو اِن باتون کو خیال مین لاؤ اور باہمی جھگڑے چھوڑ کر جس مذہب کو حق سمجھتے ہو اسکا ثبوت بلا مزاحمت دوسرے مذاہب اسلامی کے بہم پہنچاؤ اور وصیت خداوندی کی اعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا - ولا تنازعوا فتفشلوا وتذہب ریحکم کو عمل مین لاؤ

دستندات کے برخلاف کسی صاحب کے خیال مین کوئی دلیل وجوب تقلید مذہب معین ہو تو خدا کے لئے ہمکو اسپر آگاہ فرماوین اور ہماری معذوری و مجبوری کو اٹھاوین ہم بکمال شکرگذاری اِس دلیل کو بسر و چشم قبول کرینگے اور اُس دلی و محسن کے بال بال سے گردیدہ و ممنون احسان ہون گے - ہم آجکل اِس دلیل کی تلاش رکھتے ہین اور تقلید مذہب معین کو اِس زمانہ آزادی مین دل سے چاہتے ہین اور اپنی عقل و خیال سے پسند کرتے ہین اور اِس مرض آزادی کے لئے اسکو عمدہ علاج سمجھتے ہین مگر افسوس ! پر افسوس !! ہم اسپر کوئی شرعی سند و دلیل نہین پاتے اسلئے اوگون پر اسکے وجوب کا حکم نہین لگا سکتے اور اِس آزادی کا وہی علاج متعین سمجھ بیٹھے ہین جسکے عمل و بیان کے درپے ہین - اگر کوئی خدا کا پیارا ہمکو تقلید مذہب معین کی دلیل شرعی بتادے تو ہم بشکرگذاری اُسکو قبول کرینگے اور اِس مرض آزادی کے علاج کے لئے تقلید مذہب معین کو اکسیر سمجھکر اسکے اثبات مین اپنی قوت و اوقات کو خرچ کرین گے اور اس مشکل علاج کو جو ہمارے سر پر سبب عظیم کا سا بوجھ ہے فوراً ترک کر دین گے - ناظرین باتمکین و منصفین اہل دین سے

(82)

آیندہ اختیار ہے ؎ ہر کسی مصلحت خویش نکو میداند +

اَب ہم اصل مطلب کیطرف توجہ کرتے ہیں اور اسمیں خدا تعالی سے توفیق چاہتے ہیں مگر وہ مطلب ایک **مقدّمہ** کے بیان پر موقوف ہے جسمین منشاء اختلاف مذاہب کا بیان کرنا اور چند شبہات مانعہ عمل بالحدیث کا جواب دینا۔ اور چند اصلاحات واصول اہلحدیث کا بیان کرنا مدنظر ہے۔

منشاء **اختلاف** کے بیان سے غرض ومفاد دو امر مین۔ **ایک** یہہ کہ ہمارے بہائی تیز متبعین وتازہ مجتہدین مجتہدین سابقین سے سوء ظنی چہوڑدین اور دیدہ دانستہ مخالفت نصوص کا اُن پر گمان نہ رکہین۔ اور یہ اعتراض نہ کرین کہ جس حالت مین آحادیث صحیحہ نبویہ دفاتر ودواوین سنّت میں موجود اور آفاق میں مشتہر ہو چکے ہیں تو پہر بعض آئمہ نے بعض احادیث کا عمل کیوں ترک کیا ہے۔ **دوسرا** یہہ کہ ہمارے بہائی مقلّدین مجتہدون کی بعض احادیث پر عمل نہ کرنے کو اُن احادیث کی بے اعتبار وناقابل عمل ہونے کی دلیل نہ سمجہہ لیں اور اس خیال سے اُن احادیث کے برخلاف تقلید مجتہدین کو واجب نہ جانین بلکہ یہ یقین کرلین کہ مجتہدین کا اُن احادیث پر عمل نہ کرنا ایسی اسباب سی بہی ہوا ہے جو ہمارے وقت اور ہمارے حق مین متحقق نہین ہین لہذا اُن احادیث پر عمل نہ کرنے میں مجتہدین معذور تہے ہم معذور نہین ہین۔

پس واضح ہو کہ بیان منشاء وسبب اختلاف آئمہ بہت سی کتابون مین ضمناً پایا جاتا ہے۔

تتمہ حاشیہ ۴ امید ہے کہ میری اس التماس کو حسن ظنی سے قبول فرماکر مجہے اس بیان وخیال مین خطا پر پاوین تو بیان حق بادلیل سے میری رہنمائی کرین اور اگر اسکو حق پاوین اور اُسکے خلاف کا اثبات نکرسکین تو میرے خیال کی موافقت وتائید مین قلم اٹہاوین یہ نہ ہوسکے تو سکوت ہی عمل مین لاوین مجادلین زمانہ کی طرح میرے رد وجواب کے درپے نہ ہوجاوین۔ مین کسیکے رد وجواب کے درپے نہین ہون میری کلام کو خود بخود اپنا رد وجواب قرار دیکر مجہسے جہگڑا لڑائی شروع نہ کردین۔ آیندہ توفیق منجانب اللہ۔

مگر مستقل طور پر اس امر کا بیان تین رسالون میں میری نظر سے گزرا ہے اول رسالہ **رفع الملام** عن الائمۃ الاعلام تالیف شیخ ابن تیمیہ حنبلی ح دوم رسالہ **الانصاف** فی بیان اسباب الاختلاف تصنیف حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی ح جسکا ماحصل آپنے حجۃ اللہ البالغہ مین بیان کیا ہے) سوم رسالہ **ایقاف** علی سبب الاختلاف تالیف شیخ محمد حیات مہاجر مدنی ح۔

اِن سب مین رسالہ ایقاف نہایت مختصر ہے اِسلئے اِسمقام مین اُسکا لفظ بلفظ نقل کرنا مناسب نظر آیا ہے اِسمین خلاصہ رفع الملام آجائیگا اِسکے بعد خلاصہ کلام حضرت شاہ ولی اللہ کو بیان کیا جاویگا انشاء اللہ تعالی۔ مصنف ایقاف فرماتے ہین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان الذی قسم بحکمتہ الاحلام فی الانام وجعلھم مختلفین فی الافہام واصلی واسلم علی سید الکرام وآلہ وصحبہ الی یوم القیام اما بعد فھذہ ایقاف علی سبب الاختلاف اعلم ان اللہ تعالی اصطفی من خلقہ محمدا صلی اللہ علیہ وسلم وجعل بینھم وبینہ رسلا وعلمہ کل ما یتعلق بالدین الذی بعث بہ وکان اصحابہ الذین اختارھم اللہ لصحبتہ ونصرۃ دینہ متفاوتین من بعض علی حسب ما منھم المقل والمکثر علی قدر الاستعداد والفہم والملازمۃ۔

منزہ ہے وہ (خداوند تعالی) جس نے اپنی حکمت سے لوگون مین عقلون کو بانٹا اور انکو مختلف سمجھ دیکر کردیا اور درود وسلام (آنحضرت) سب بزرگون کے سردار پر ہو۔ اور آپ کی آل و اصحاب پر قیامت کے دن تک۔ اسکے بعد یہ رسالہ ہے ایقاف علی سبب الاختلاف تو جان لے بلاشبہ خدا تعالی نے آنحضرت صلعم کو اپنی مخلوق سے چن لیا اور اپنے بندون مین اور اپنے مین پیغامبر بنایا اور انکو جو کچھ جو دین کے متعلق تھا تعلیم فرمایا اور آنحضرت کے اصحاب جنکو خدا نے آپکی صحبت اور آپکے دین کی مدد کے لئے چن لیا تھا آپکے دریا علوم سے چلو بھر تھے اپنی سمجھ اور قابلیت و صحبت کے اندازہ کے موافق

والناس في ذلك متباينون بونا عظيما
ولم يحط احد منهم بجميع معلوماته
بل ولا بجميع مقولاته اذ لا تحيط الانهار
بالبحور ولكنه صلى الله عليه وآله وسلم
ما مات حتى بلغ الى مجموع امته جميع
ما امر بتبليغه اليهم وكانوا متفرقين
الاوطان ومختلفة الامكنة والبلدان
وكان عند بعضهم من العلم ما ليس عند
غيره وكانوا يختلفون تارة في المعنى من
النص كما وقع لمن امرهم النبي صلى
الله عليه وآله وسلم ان لا يصلوا
العصر الا في بني قريظة فمنهم من
اخذ بظاهره ومنهم من اخذ
بتاويله ويختلفون تارة في الاستنباط
من النص بالقياس كما وقع لعمرو بن العاص

کوئی کم کوئی زیادہ - اسمین وہ آپسمین بڑا
فرق رکہتے انمین سے کسینے آپ کے سبہی
معلومات اور اقوال پر احاطہ نہ کیا کیونکہ
نہرین دریاون کو گہیر نہین سکتین ولیکن
ہنوز آنحضرت فوت نہ ہوئے تہے کہ جملہ امت
کو سبہی کچہہ جسکی تبلیغ کی وہ مامور تہے
پہنچ گیا وہ لوگ متفرق وطنون مختلف مکانون
وشہرون مین تھے انمین ایک کو وہ علم
ہوتا جو دوسری کے پاس نہ ہوتا - اور
کبہی وہ معنی حدیث مین اختلاف کرتے
جیسے ان لوگون کو اتفاق ہوا جنکو آنحضرت
نے حکم دیا تہا کہ عصر کی نماز بنی قریظہ† ہی مین
پڑہین پہر کسینے اسکے ظاہری معنی لئے کسی
نے تاویل کی اور کبہی نص (آیہ قرآن یا حدیث)
سے استنباط کرتے مین اختلاف کرتے جیسے عمرو بن عاص

† بنی قریظہ قبیلہ یہود کا نام ہے جو آنحضرت صلعم کو بہت ستاتے اور ہمیشہ فتنہ وفساد برپا رکہتے تہے جب آنحضرت نے غلبہ وتسلط پایا تو انکو خراج مدینہ سے جلاوطن کر دیا اسموقع پر جب انپر دہاوا کرنے کو نکلے تو یہ حکم دیا پہر کسینے انمین سے اس حکم کے ظاہری معنی کا لحاظ کیا اور کہا کہ ہم راستہ مین نماز پڑہین گے اور کسینے اس حکم کی تاویل کی اور یہ بات کہی کہ اس حکم سے جلد پہنچنا مقصود ہے نماز مین تاخیر کرنا مقصود نہین ہے - پس نماز راستہ مین پڑہ لی جب آنحضرت کے پاس آئے تو آنحضرت نے کسی فریق کو سرزنش نہ کی - دیکہو صحیح بخاری

حين تيمم من الجنابة فى شدة البرد
متمسكا بقوله تعالى لا تقتلوا انفسكم وقاله
فى غير ذلك ثم انتقل صلى الله عليه
وآله وسلم وقام مقامه وزيره
الاكبر وصديقه الاخر فكان رضى الله
عنه يعمل بالكتاب وما بلغه من السنة
وان لم يجد فيه شاور الصحابة فان
وجد عندهم انسا اخذ به وقد قاتلوا
بعض الاحاديث وانا نعمل على ما فى
الكتاب والسنة او على احدهما
فيما ينوبه۔

صحابی کو اتفاق ہوا جیکا اونہون نے سخت
سردی مین جنابت سے تیمم کر لیا اور
کبھی اور امور مین اختلاف کرتے پھر آنحضرت
صلعم رحلت فرما ہوئے تو آپ کے قائمقام
وزیر اکبر اور صدیق افخر ہوئے تو آپ کتاب اللہ
اور حدیث رسول اللہ سے جو آپکو معلوم ہوتی
عمل کرتے ان دونون مین (اپنے نزدیک)
کوئی حکم نہ پاتے تو اور اصحاب رسول اللہ
سے مشورہ لیتے پس اگر اُن اصحاب سے
کے پاس کوئی حدیث پاتے تو اسکو عمل مین
لاتے اور بعض حدیثین آپ کو معلوم ہی نہین ہوتین
اور اگر اُن کے پاس بھی کوئی حدیث نہ پاتے تو کسی حکم کو کتاب و سنت پر قیاس فرماتے ٭

ترجمہ کہتا ہی مین نے یہان جابجا اکابر صحابہ کے قیاس کرنیکا ذکر کیا اور بہت سی کتب حدیث مین انہی اکابر صحابہ سے قیاس کے نفی و مذمت بھی مروی ہے چنانچہ شمہ ازان عنقریب اخبار سقیفہ بنی ساعدہ نمبر ۱۵ مین اور پانزدہم مین ہم بیان کرچکے ہین ان آثار نفی و مذمت کی نسبت اس بندہ کا ظاہر اثر یہ قیاس کی یہ تاویل کرتے ہین کہ جن مسایل کو ان اکابر نے بصورت قیاس بیان کیا ہے اُن مسایل مین انکا اعتماد و اصل قیاس پر نہ تھا بلکہ اور دقیق استنباط کتاب و سنت پر تھا جسکو انہون نے لطایف سمجھنے والون کو نہ دیکھا اسلئے اُن مسایل کو سمجھ مخاطبین کے موافق صورت دیکر بطریق قیاس مین بیان کیا اس تاویل کی تایید مین دو یہ نظیر پیش کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم سے یک عورت نے اپنی ماں کیطرف سے حج کرنیکا حکم پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ اگر تیری ماں پر قرض ہو تو اسکو تو ادا کردیا نہین تو اللہ کا قرض ادا کر یہان یا رسول اللہ پس آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ کا قرض ادا کر یہ وہ کہتے ہین کہ چونکہ آنحضرت نے عورت کے سمجھانیکو یہ قیاس مین بیان کیا ہے نہ یہ کہ درحقیقت آنحضرت کے نزدیک یہ قرض [illegible] ہوتا ہے اور آنحضرت کا [illegible] جو وحی غیر متلو کہلاتا ہے

شاہ ولی اللہ صاحب فی وقام مقامہ
علیہ القرآن والحدیث
فان وجد عندھم شیئا اخذ بہ وقد
ذاتہ بعض الاثار والاحکام غالبا
اوتارۃ یاخذ بقول الصدیق والاجتہاد
واستخراج اراء الناس فما راہ صوابا
اخذ بہ وقلما یخطئ فی رایہ ثم انتقل
الی اللہ تعالی وقام مقامہ ذوالنورین
رضی اللہ عنہ فکان یاخذ بالکتاب
والسنۃ وقول الشیخین غالبا اوتارۃ
ثم انتقل الی اللہ تعالی وقام مقامہ
زید الزھراء رضی اللہ عنہما فکان یاخذ
بالکتاب والاثر والقیاس الا ان روایۃ
الصحابۃ رضی اللہ تعالی عنہم اسلم عندہ
بالکتاب السنۃ وافھم بھما وکانوا
یعملون بھما وکانوا یرجعون عن اقوالھم
وافعالھم اذا بلغھم الحدیث الذی
فاتھم وکانوا یختلفون فی بعض الفروع
ولم یقصروا فی اتباع الحق وتفرقوا
فی مشارق الارض ومغاربھا وجمعوا

پھر آپنے انتقال کیا اور آپ کے قائمقام
عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہوئے وہ بھی قرآن وحدیث پر
عمل کرتے اور اگر قرآن وحدیث میں کوئی امر نہ پاتے
تو اور صحابہ سے پوچھتے اُن کے پاس کوئی حدیث
پاتے تو اسکو لیتے اور بعض حدیثیں اُنکو بھی معلوم نہ
ہوئیں اور اگر کوئی حدیث اُن کے پاس بھی نہ پاتے
تو کثر یا وہی قول صدیق اکبر کو بھی عمل میں لاتے
ورنہ خود اجتہاد کرتے اور لوگوں کی رائے بھی لیتے
پھر جس رائے کو صواب سمجھتے اسپر عمل کرتے اور اپنی رائے
میں خطا کم کرتے پھر آپنے انتقال کیا تو آپ کے قائمقام
عثمان ذوالنورین ہوئے وہ بھی کتاب وسنت پر اور غالبًا
یا تارۃً قول شیخین صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما پر عمل کرتے
پھر آپنے انتقال کیا اور آپکے قائمقام علی رضی اللہ عنہ
ہوئے تو آپ
بین قرآن وحدیث وقیاس پر عمل کرتے اور صحابہ رضی اللہ عنہم
کو قرآن وحدیث کا علم وفہم خوب تھا اور وہ سب
قرآن وحدیث پر عمل کرتے اور اپنے قول وفعل سے
رجوع کر لیتے جب اُن کو اپنے قول وفعل کے خلاف
کوئی حدیث پہنچتی جو اُنکو نہ پہنچی تھی اور بعض
فروعات میں اختلاف بھی رکھتے مگر اتفاق
کو ترک نہ کرتے وہ مشرق ومغرب میں

وشمالها واخذ منهم العلوم اقوام
متفرقون ثم لا يزالون يقلون وكثر
الاختلاف بسبب اتباعهم الذين
اخذ منهم العلوم حتى انقرضوا
بالكلية۔

وقام مقامهم في الفتوى وغيره علماء
التابعين وزادوا في الاختلاف اختلافهم
في العلوم والفهوم ثم قام مقامهم
علماء التابعين وزادوا في الاختلاف
وربما اتفقوا هم ومن قبلهم فيما
كان مختلفا فيه قبل قضاء الامر الذي
يجتمعون عليه اجماعا عليه بعد ان كان مختلفا
فيه وكان في كل زمن وبلد خلق كثير
من اهل الاجتهاد والفتوى والحديث ونحوها
وكانت لهم مذاهب مختلفة وآراء متبددة
ووفق الله تعالى تلامذة الائمة الاربعة
واصحابهم فحفظوا مذاهبهم ودونوها ونشروها
حتى لم يبق من اتباع غيرهم الا اقل قليل
لحكمة يعلمها الله تعالى وندارست هذه

وشمال میں پہنچے گئے ہیں اور مختلف قومیں
ہوگئیں انسے علوم حاصل کی پھر اصحاب کم ہوتے
گئے اور اختلاف بڑھتا گیا اُن لوگوں کی جہت
سے جنہوں نے اُن سے علوم حاصل کیا تھا یہانتک کہ وہ
بالکل تمام ہوئے۔

اور فتوی وغیرہ میں تابعین اُن کے قایمقام
ہوئے اور وہ اختلاف علم وفہم کے سبب
اختلاف میں بڑھ گئے پھر تبع تابعین انکے قایمقام
ہوئے تو وہ اختلاف میں اور بھی بڑھ گئے اور بعض
مسایل جنمیں پہلے صحابہ میں اختلاف تھا تابعین
وتبع تابعین کا اتفاق ہوگیا اور وہ امر اختلافی
اتفاقی بنگیا ہر زمانہ اور شہر میں بہت لوگ
صاحب فتوی وحدیث واجتہاد ہوگئے اور انکے
مذاہب مختلف اور آرا متفرق ہوگئی۔ خدا تعالی
نے آیمہ اربعہ کے شاگردوں اور صحبتیوں کو
توفیق دی تو انہوں نے ان کے مذاہب
کو ضبط کیا اور انکی کتابیں تصنیف کیں اور
اون کو پھیلایا یہانتک کہ خدا کی حکمت †
جسکو وہی جانتا ہے اور مذاہب کے اتباع بجز اقل قلیل

† مترجم کہتا ہے کہ مذاہب اربعہ کی شہرت اور دوسرے مذاہب مندارست وندرست کی اصلی حکمت کا خدا
ہی کو علم ہے جیسا کہ مصنف نے کہا ہے مگر اسکا ظاہری سبب زیادہ تر شوکت حکومت ہی معلوم ہوتا ہے

(85)

غیرهم وبقیت مذاهبهم معمولة - وسبب الاختلاف اشیاء کثیرة لا یمکن حصرها منها الاختلاف فی العلوم والفهوم و کون النصوص قابلة للاحتمالات باعتبار الالفاظ والنظم والترکیب والسیاق وغیر ذلک	باقی نہ رہی وہ مذاہب بے نشان ہوگئے اپنی چارون اماموں کے مذاہب معمول و مروج رہے ان سب مذاہب کے اختلاف کے بہت سبب ہین جنکا حصر و شمار ممکن نہین ہے از انجملہ علمون اور سمجھون کا مختلف ہونا اور نصوص (قرآن و حدیث) کا الفاظ و نظم و ترکیب کے

کہ مذہب امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ اور مذہب امام مالک علیہ الرحمۃ کا سبب اشتہار یہ ہوا ہے کہ ان مذاہب کے اکابر و اعیان کو قضاء و قرب حکام وقت حاصل تہا پس اس قرب و رتبہ کے ذریعہ سے اونہون نے انہی مذاہب کو پہیلایا جنکو اپنے اپنے اعتقاد مین برحق اور سنت کے مطابق سمجہا - حضرت شاہ ولی اللہ نے کتاب **حجۃ اللہ البالغہ** کے ص ۱۵۱ مین کہا ہے وکان اشہر اصحابہ ذکرا ابو یوسف رح فولی قضاء القضاۃ ایام ہارون الرشید فکان سببا لظہور مذہبہ والقضاء بہ فی اقطار العراق وخراسان وما وراء النہر **ترجمہ** امام ابو حنیفہ رح کے صحبتیون مین بڑے مشہور و معروف امام ابو یوسف تہے وہ ہارون رشید کے عہد مین قاضی القضاۃ کے عہدہ پر مامور ہوگئے یہ ان کے مذہب کے ظاہر ہونے اور اسکے موافق عراق و خراسان و ماوراء النہر کے اطراف مین قضا نافذ ہونے کا سبب ہوا اور حضرت شاہ عبد العزیز **بستان المحدثین** مین فرماتے ہین ابن حزم در جائے نوشتہ کہ این دو مذہب در عالم از راہ ریاست و سلطنت رواج و اشتہار گرفتہ اند مذہب ابو حنیفہ و مذہب مالک زیرا کہ قاضی ابو یوسف قضاء کل ممالک بدست آوردہ از طرف او قضاۃ میرفتند پس بر ہر قاضی شرط میکرد کہ عمل و حکم بمذہب ابو حنیفہ نماید و در اندلس یحیی بن یحیی را نزد سلطان آنوقت بحد مکنت و جاہ حاصل گشت کہ ہیچ قاضی و حاکم بے مشورہ او منصوب نمیشد پس او غیر از یاران و ہمدمان خود را متولی نمی ساخت انتہی کلام ابن حزم جناب شاہ صاحب نے اندلس مین مالکی مذہب کے رواج کا یہ بہی سبب بتایا ہے کہ لوگ اندلس سے حج و زیارت مدینہ منورہ کے لئے آتے اور مدینہ مین امام مالک کی فضیلت اور بزرگی و وسعت علم کا حال [illegible]

نقل الحافظ ابن القيم عن ابن حزم رحمه
الله ما حصله انه قد يحفظ الانسان الحديث
فلا يخطر ذكره فيتذكر بخلافه وقد
يعرض هذا في القرآن الا ترى ان
عمر رضي الله عنه نهى ان يزاد
في المهر على عدد امهر النبي
صلى الله عليه وسلم حتى ذكرته امراة
بقول الله تعالى وآتيتم احداهن
قنطارا فلا تأخذوا منه شيئا فقال كل احد
اعلم من عمر فكذلك امر برجم
امرأة ولدت لستة اشهر فذكره
علي رضي الله تعالى عنه بقوله تعالى
وحمله وفصاله ثلاثون شهرا مع
قوله تعالى والوالدات يرضعن اولادهن
حولين كاملين فرجع عن الامر
برجمها وهم ان بسيطا ذينة
بن حسن اذ جفا عليه حتى ذكر له

ابن القیم نے (امام) ابن حزم سے خدا دونوں پر
رحمت کرے نقل کیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ کبھی انسان کو
حدیث یاد ہوتی ہے مگر وقت پر کسی وقت اسکا ذہن
نہیں جاتا پس وہ اسلئے حدیث کے برخلاف فتوی دیتا
ہے اور یہی امر کبھی قرآن کی نسبت پیش آتا ہے جیسے
نہیں جانتا کہ حضرت عمر نے ازواج مطہرات سے مہر
مقرر کرنے سے منع کیا تو ایک عورت نے آپ کو
کا یہ قول کہ تم نے عورتوں کو بہت مال مہر میں دیا
جو تو ان سے واپس لو یاد دلایا جس سے انہوں نے
اپنا قول چھوڑ دیا اور یہ بھی فرمایا کہ مجھ سے
سب لوگ علم میں زیادہ ہیں اسیطرح حضرت عمر نے
ایک عورت کے جس نے چھ مہینے کا بچہ جنا تھا جلت رجما
سنگسار کرنے کا حکم دیا تو حضرت علی مرتضی نے خدا کا یہ
قول کہ حمل اور دودھ پلانا ملا کر تیس مہینے ہوتا ہے معلوم
قول کہ مائیں اپنی اولاد کو دو برس دودھ پلائیں
جو پورا دودھ پلانا چاہیں یاد دلایا اور یہ بتایا کہ پہلے قول

جاننا چاہئے کہ اندلس کے لوگ امام مالک کے مذہب کو اختیار کرتے اور جو مصنف حدیث میں تصنیف
وتدوین کتب مذاہب ابتدا میں کیا ہے یہ خصوصیت کتب حدیث کو حاصل ہے اس لئے مذہب
محدثین مستثنی ہے اس مذہب کی تدوین مذہب مجتہدین کی تدوین سے بہت پہلے ہو چکی ہے جس نے
کتب حدیث کو اور بھی دیکھا ہوگا اس پر یہ امر مخفی نہ ہوگا۔

ن قیس بقول الله تعالی وما ارسلنا
الجاهلين وانكر موته صلى الله
عليه وسلم حتى قرء قوله تعالى انك
ميت وانهم ميتون فرجع عن ذلك
وقد كان حضر ذلك ولكن نسيها او لم
الخطب الوارد عليه وقد يذكر الرا
الدليل ولكن يتاول فيه تاويلا
من خصوص في نسخ وغيره مما ولا شك
ان الصحابة رضي الله عنهم ما كان
كل واحد منهم يطلع على جميع ما
صدر عنه صلى الله عليه وسلم لاشتغالهم
بامر معاشهم واخراجهم فيحضر
عنده بعضهم دون بعض فلما مات
صلى الله عليه وسلم ولى ابو بكر
كان اذا جاءتهم القضية وليس
فيهم من يسال غيره فان وجد نصا
تبعه والا اجتهد قد يكون في تلك
القضية نص عند غير من كان حاضرا
عنده كان التيمم للجنب عند
عمار وغيره وغاب عن عمر بن
مسعود وجواز المسح على الخفين

یہ معنی کہ وہ موت حمل کا ذکر ہے پس ان ہونے اس علم
بھی ہے ہیں یا اندیشہ ہے اس حصر پر جب اس نے
آپ کی جناب میں تشدد و سختی کی حملہ کرنا چاہا تک
کہ حارث بن قیس نے خدا کا یہ قول کہ جاہلوں سے درگذر
سنا تو آپ سے درگذر کیا اور جب
آنحضرت کے فوت ہو جانے کو تعجب کیا اس سے
انکار کیا یہاں تک کہ ان کے سامنے یہ قول خداوندی
ن محمد تو بھی مرنیوالا ہے اور وہ بھی مرنیوالے
ہیں پڑھا تب انہوں نے اس انکار سے رجوع
فرمایا یہ آیت تو ہم پڑھتے تھے مگر ہم نے اس امر
(آنحضرت کی موت) کی سبب اسکو بھول گئے تھے۔
اور کبھی کوئی عالم (مسئلہ) کی دلیل یاد رکھتا ہے مگر
اسمیں تجویز نسخ یا تخصیص وغیرہ تاویل کرتا ہے۔
اور اسمیں شک نہیں کہ آنحضرت کے اصحاب سے کوئی
ان سب باتوں پر مطلع نہ ہوتا جو آنحضرت صلی اللہ
ہوئے تھے کیونکہ وہ اپنی معاش وغیرہ امور میں مشغول
رہتے اور آنحضرت کے بعض حاضر ہوتے بعض نہ ہوتے
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے اور ابوبکر
صدیق آپکے خلیفہ ہوئے تو جب ان کے پاس
کوئی قول خدا و رسول نہ ہوتا تو آپ اور لوگوں سے
پوچھتے پھر اگر ان کے پاس کوئی قول خدا و رسول

عند علی رض وحذیفہ رض وغاب عن
عایشہ وابن عمر وابی ھریرۃ
مع انھم مدنیون وتوریث بنت
الابن مع البنت عند ابن مسعود
وغاب عن ابی موسی وتوقیت
الاستیذان کان عند ابی موسی
وابی سعید وابی وغاب عن الفاروق
وعلم جواز النفر للحایض اذا طافت
طواف الفرض عند ابن عباس رض
وام سلیم وغاب عن زید بن ثابت
وکان علم نسخ حل متعۃ النساء
وعلم حرمۃ الحمر الاھلیۃ عند
علی وغیرہ وغاب عن ابن عباس
وکان علم عدم جواز الصرف نسیئۃ
عند عمر وابی سعید وغیرھما
وغاب عن طلحۃ وابن عباس ومثل ھذا
کثیر او مضی الصحابۃ وخلفھم
التابعون الآخذون عنھم وکانوا
مختلفین فی العلوم والافھام
وکل کان یفتی علی مبلغ علمہ ولا یکلف اللہ

پاتے تو اُسکی پیروی کرتے ورنہ اجتہاد کرتے
اور کبھی خدا اور رسول کا قول اس شخص کے پاس ہوتا
جو وہان حاضر نہ ہوتا تہا جنبی کے لئے تیمم کا حکم عمار
وغیرہ کو معلوم تہا اور حضرت عمر وابن مسعود کو نامعلوم
مسح موزہ کا جواز حضرت علی مرتضی و حذیفہ کے پاس
تہا اور حضرت عایشہ اور ابن عمر وابی ہریرہ سے
باوجودیکہ یہ مدینہ کے رہنے والے تھے مخفی تہا پوتی کو
بیٹے کے ساتہہ چہٹے حصہ کا وارث کرنا حضرت ابن مسعود
کو معلوم تہا اور حضرت ابو موسی اشعری کو نامعلوم
کسی کے گہر مین جانیکے لئے تین دفعہ اذن چاہنے
کی حدیث حضرت ابو موسی و ابو سعید خدری وابی بن
کعب کو معلوم تہی اور حضرت عمر فاروق سے مخفی حیض
والی عورت کو طواف فرض کے بعد طواف رخصت
کے سوائے مکہ سے کوچ کرنیکا جواز حضرت ابن عباس و ام سلیم
کو معلوم تہا اور حضرت زید بن ثابت کو نامعلوم۔
متعہ کا منسوخ ہونا اور گدہے کا حرام ہونا حضرت علی
مرتضی کو معلوم تہا اور حضرت ابن عباس پر پوشیدہ
چاندی سونیکی بیع مین نسیہ (قرض) کا عدم جواز عمر فاروق
اور طلحہ و ابن عباس پر مخفی۔ اور اسکی مثالین اور بہت
ہین (ازانجملہ بعض کا ذکر عنقریب آتا ہے) صحابہ گذر گئے تو ان کے
نایب تابعی (مجتہد) ہوئے جو انسے علم حاصل کئے تہے وہ بہی علمون اور فہمون مین مختلف تہے اور وہ سب بقدر اپنے علم

فما ظنك بالعمل بالحديث الذي
ما يترتب فيه اجران وما جرى
فيما خفي عنه اجر ان اصاب او قد
يبلغ الرجل لسنان فاه التعارض
فيميل الى احدهما بنوع من الترجيحات
ويميل غيره الى ما ترك بنوع آخر
من الترجيحات ومثل هذا كثير۔
ولهذه الوجوه ترك بعض العلماء ما تركوا
من الاحاديث في الايات وخالفهم نظرهم
هم فاخذ هؤلاء ما ترك اولئك و
اخذ اولئك ما ترك هؤلاء لا لقصد
الى خلاف النصوص واذا قامت للحجة
على من بلغه شيء صحيح من الدليل اي
من غير تعارض اوغيره فلم يبق تركه
الا للعناد والتقليد وعلى هذه الطريقة
كانت الصحابة رضي الله عنهم انتهى كلامه
ملخصا ونقل ابن القيم ايضا عن شيخه ابن
تيمية جملة الاعذار في ترك من تلك

تو جس نے خدا نے اسکی طاقت سے بڑھکر مکلف نہین
کیا اور جب اس فتوی مین خدا کیطرف سے ثواب پاتے
ٹھیک فتوی دیا تو دو ثواب ورنہ ایک اور کبھی کسیکو
حدیثین باہم متعارض پہنچتین تو وہ ایک حدیث کی طرف
کسی وجہ ترجیح کی نظر سے مایل ہوتا اور دوسرا اسحدیث
کیطرف جسکو اس نے چھوڑ دیا تہا اور وجہ سے مایل ہوتا
اسکی مثالین بھی بہت ہین۔
ان وجوہات سے بعض علماء نے بعض آیات وحدیث
کو ترک کیا ہے اور انکے ہمسرون نے انکا خلاف
کیا انہون نے احادیث کو لیلیا جنکو پہلون نے
ترک کیا تہا اور پہلون نے ان حدیث کو لیلیا
جنکو انہون نے ترک کیا تہا اسلئے کہ عمد النصوص
(آیات وحدیث) کا خلاف کرین (بلکہ ان وجوہات سے
جنکو ہم بیان کر چکے ہین) اور جب کسی کو دلیل صحیح
(آیات وحدیث) بلا تعارض و غیرہ موانع عمل کے
پہنچ جائے تو اسکو اس دلیل کا ترک کرنا بجز عناد یا تقلید
باقی نرہا۔ میں نے اسی طریق پر تہے کلام ابن القیم جو انہون نے
ابن حزم سے نقل کیا تہا تمام ہوا اور ابن القیم نے اپنے استاد ابن

† جیسا کہ اسوقت کے علماء کا حال ہے کہ حدیث صحیح سنتے ہین اور اسمین کوئی تاویل بھی
نہین کر سکتے ورنہ اسکو ضعیف و منسوخ کہہ سکتے ہین یہ صرف اس عذر سے کہ ہمارے امام نے
اس حدیث پر عمل نہین کیا اس حدیث کو رد کر دیتے ہین

من الائمة حديثا ثلثة اصناف احد
عدم اعتقاده انه صلى الله عليه وسلم
قاله والثانى عدم اعتقاده انه اراد
تلك المسئلة بذلك القول الثالث
اعتقاد نسخه وهذا تتفرع الى اسباب
متعددة منها ان لا يكون الحديث قد
بلغه وقاس وقد يوافق قياسه الحديث
المتروك ويخالفه آخر وهذا السبب هو
الغالب على اكثر ما يوجد من اقوال
السلف مخالفا لبعض الاحاديث فان
الاحاطة بحديث رسول الله صلعم
لم يكن لاحدٍ واعتبر بالخلفاء الراشدين
الذين هم اعلم الناس برسول الله
صلى الله عليه وسلم خصوصا الصديق
الاكبر الذى قل ما فارقه وقد
خفى عليه ميراث الجدة وعلم المغيرة
بن شعبة وعمران بن حصين ومحمد بن مسلمة
وخفى على عمر توريث المرأة من دية زوجها
حتى اخبره رجل من اهل البادية وخفى
عليه حتى اخذ الجزية من المجوس حتى
اخبره عبد الرحمن بن عوف وخفى عليه

سے نقل کیا ہے کہ جملہ عذرات اُن آئمہ کے جنہوں نے
کسی حدیث کو ترک کیا ہے تین قسم ہیں - اوّل
اُس حدیث کو کلام رسول نہ سمجھنا دوسرا
اِس حدیث کو وہ معنی نہ سمجھنا جو معنی اسحدیث
پر عمل کرنیوالے سمجھے ہیں تیسرا اسکو منسوخ سمجھ لینا
ان عذرات کی شاخیں کئی قسم ہیں از انجملہ یہ کہ
اِس شخص کو حدیث نہیں پہنچی اور اُس نے قیاس کیا
اور اسکا قیاس اسحدیث متروک کے موافق ہو
اور کسی اور حدیث کے مخالف - یہی سبب ہے اکثر ان
اقوال علماء سلف کا جو نصوص کے مخالف ہیں
کیونکہ سبھی آحادیث رسول پر کسیکو احاطہ حاصل
نہ تھا اسباب میں تو خلفاء راشدین جو رسول کے
حالات سے بہت واقف تھے خصوصاً صدیق اکبر
جو رسول اللہ صلعم سے کم جدا ہوتے کی حال سے عبرت
حاصل کر - صدیق اکبر پر دادی کی میراث مخفی
رہی اور انکو مغیرہ بن شعبہ و عمران بن حصین و محمد
بن سلمہ نے بتلائی حضرت عمر پر عورت کو خاوند کے
دیۃ سے ارث کرنیکی حدیث مخفی رہی یہانتک کہ
ایک جنگل کے رہنے والے نے انکو اسکی خبر دی - اور
آپ پر مجوس سے جزیہ لینے کی حدیث مخفی رہی یہانتک
کہ عبد الرحمن بن عوف نے بتائی اور آپ پر دبا

(88)

حدیثہ انی عن القدوم علی ما فیہ
فاعرضت حتی اخبرہ عبد الرحمن
خفی علیہ حدیث کریم حتی اخبرہ
ابو ھریرۃ وکان یفتی باختلاف
الدیۃ فی الاصابع وکان عند ابن
عباس وابی موسی علم ان النبی صلی
اللہ علیہ وسلم قال ھذہ وھذہ
سواء وعمل بہ معاویۃ حین
بلغہ وکان لامیر ھو وابنہ
عبد اللہ التطیب عند الاحرام
ولہ یعد رمی الجمرۃ قبل طواف الفرض
وقد صح جواز ذلک عنہ صلی اللہ علیہ
وسلم وکان یری عدم التوقیت
فی المسح علی الخفین وقد صح فی التوقیت
الاحادیث وکان علی وابن عباس یریان
ابعد الاجلین علی المتوفی عنہا زوجہا
وقد صح عنہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان الفقیہ اوصاۃ تھا بوضع حملھا
وکان یری زید بن ثابت وابن
عمر وغیرھما ان المفوضۃ
اذا مات عنہا زوجھا

کی زمین مین جانیسے ممانعت مخفی رہی اور وہ
یہی عبد الرحمن بن عوف نے بتائی اور آپ پر اندہی
کی حدیث مخفی رہی جو ابو ہریرہ نے بتائی اور آپ
انگلیون کی خونہاے مین اختلاف رکہتے تھے
اس باب مین ابن عباس و ابی موسی اشعری کے
پاس یہ علم تہا کہ آنحضرت نے فرمایا ہی کہ بڑی انگل
اور چہوٹی خونہاے مین برابر ہین (پس آپ نے اسکو قبول
کیا) اور امیر معاویہ نے بھی اسپر عمل کیا ہی
جب انکو اسکا علم ہوا اور آپ اور آپ کے صاحبزادے
عبد اللہ احرام حج کے وقت خوشبو لگانیکو جایز
نہ سمجہتے اور طواف فرض سے پہلے رمی جمار کے
بھی قایل نہ تھے اور یہ امور آنحضرت سے صحیح
ہو چکی ہین اور آپ مسح موزہ مین توقیت مدت
کے قایل نہ تہے حالانکہ صحیح حدیث مین توقیت
آچکی ہے اور حضرت علی مرتضی و ابن عباس
اس عورت حاملہ کی جسکا خاوند فوت ہو جاوے
عدت دونون عدتون (وضع حمل یا چہ مہینہ دس دن)
سے جو دور ہوتی تجویز کرتے تہے۔ حالانکہ آنحضرت
سے صحیح ہو چکا ہے کہ اسکی عدت وضع حمل ہے
اور زید بن ثابت اور ابن عمر وغیرہ کا اعتقاد تہا
کہ جس عورت کا بلا زفاف خاوند مر جاوے

* جزوہ حدیث جسمین یہ بیان ہی کہ آندہی آنے کیوقت کیا کہین دیکہو بہ بے ضمیمہ سفیر غفرلہ شدہ۔

لا مهر لها وقد صح انه صلى الله
عليه وسلم جعل لها المهر كاملا
وهذا باب واسع واما المنقول فيه
عن غير الصحابة فاكثر من ان يحصى
فاذا خفي على علم الامة وافقهها
بعض السنة فما الظن بمن بعد
هم فمن اعتقد ان كل حديث
بلغ كل فرد من الائمة او امام
معينا فقد اخطا خطا فاحشا قال
ابو عمر وليس احد بعد رسول الله
صلى الله عليه وسلم الا وقد خفيت
عليه بعض السنة وهذا الدواوين
جمعت بعد انقراض الائمة ولا يمكن
انحصار الاحاديث فيها وليس كل من
عنده هذا الدواوين يحيط بها علما
بل دواوين المتقدمين صدورهم
وهم اعلم ومنها ان يكون الحديث
بلغه لكن لم يصح عنده وصح عند غيره

اور مہر مقرر ہو اسکو مہر لینا نہین آتا حالانکہ
آنحضرت سی صحیح ہو چکا ہے کہ آنحضرت نے
اُس عورت کو پورا مہر دلایا ہی اور یہ باب (مخفیات
صحابہ) فراخ ہے اور جو اس قسم کی باتین صحابہ کے
سوا اور لوگون سے منقول ہین وہ شمار سے
بڑہکر ہے پس جب اُمت کی زیادہ جاننے والی اور بڑے
مجتہدون پر بعض احادیث مخفی ہین تو انکی نسبت
کیا خیال کرنا چاہئی جو انکے پیچھے ہوئے
پس جو شخص یہ سمجھے کہ سبھی حدیثین سبھی امامون کو
یا کسی خاص امام پہنچگئی ہین تو اوس نے سخت خطا کی
ابو عمر و ابن عبد البر نے کہا ہے آنحضرت کے بعد کوئی ایسا
شخص نہین ہوا جسپر آنحضرت کی بعض حدیثین مخفی
نرہی ہون اور یہ حدیثون کے دفتر (کتابین)
گذر جانے ائمہ کے بعد تالیف ہوئی ہین اور
انمین بھی سب حدیثون کا منحصر ہو جانا ممکن
نہین ہے اور یہ بھی نہین ہوتا کہ جس کے پاس یہ
سب کتابین موجود ہون اُسکو سبھی کچھ جو انمین
ہے یاد ہوتا ہے - اور متقدمین کے دفتر

† مترجم کہتا ہے ان مخفیات صحابہ و تابعین و آئمہ مجتہدین کو ہمنے ضمیمجات اخبار سفیر ہند مین نمبر ۶ سے ۱۱ تک ایسی
تفصیل و ترتیب سی بیان کیا ہے کہ اس تفصیل و ترتیب کو کسی اور کتاب مین نہین دیکھا ناظرین ان پرچون کے
طرف مراجعت فرماوین تو امید ہی کمال حظ پاوین +

(89)

فيكون حجة على من بلغه من وجه
صحيح لا على من لم يبلغ ولهذا علق
كثير من الائمة القول بموجب
الحديث على صحته فيقول قولي فيها
كيت كيت وقد روي فيها حديث
بخلافه فان صح فهو قولي وامثلة هذا
كثيرة جدا -

وذكر ابن القيم من اسباب الاختلاف
اشيا منها ان احد المجتهدين
يعتقد ضعف احد والاخر ثقته
ومنها ان بعضهم يشترط في
خبر الواحد العدل شرطا يخالفه
غيره ومنها عدم معرفته بدلالة
الحديث اما لكون لفظ الحديث
غريبا عنده او يكون لفظه مشتركا
او مجملا او محتملا فيه الحمل على
ظاهر معناه الحقيقي او المجازي
ومنها عدم تفطنه لدخول فرد
معين تحت عام بعد علمه

تو انکے سینے ہی تہے اور وہ خوب جاننے والے
تہے از انجملہ یہہ سبب ہی کہ حدیث تو کسی شخص کو
پہنچی مگر بسند صحیح نہ پہنچی سند صحیح سے وہ کسی اور کو
پہنچی وہ حدیث اسی شخص کے حق مین لایق سند ہی
جسکو سند صحیح سی پہنچی نہ اسکے حق مین جسکو بسند صحیح
نہین پہنچی - اسیواسطے بہت سی اماموں نے بعض
احادیث کے ماننے کو صحیح ہونیکی شرط پر معلق کیا ہے اور
کہا ہے کہ فلان مسئلہ مین ہمارا یہہ قول ہی اور اسکے
خلاف مین حدیث مروی ہی (جو صحیح نہین ہے)
اگر یہہ حدیث ثابت ہو جاوے تو یہی ہمارا قول
ہے اسکی مثالین نہایت کثرت سی ہین -
اور ابن القیم نے کہا ہے کہ اختلاف کے بہت سی
اسباب ہین از انجملہ یہہ کہ ایک مجتہد ایک راوی
کو ضعیف سمجہتا ہے دوسرا اسکو ثقہ خیال کرتا
ہے از انجملہ یہہ کہ ایک مجتہد ایک راوی عادل
کی حدیث مین شرط لگاتا ہے جو دوسرا نہین
لگاتا از انجملہ یہہ کہ وہ معنی حدیث کو نہین جانتا
کیا تو اسلیے کہ اس حدیث کے الفاظ اسکے نزدیک
کم استعمال ہین یا اسلیے کہ وہ مشترک المعنی یا مجمل ہی
یا یہہ کہ وہ ظاہری معنی حقیقی اور معنی مجازی دونون پر محمول ہونیکے محتمل ہے اور از ان جملہ
یہہ کہ وہ کسی حدیث کو عام جان کر اسمین کسی خاص فرد کے داخل ہونے کا یقین نہین رکہتا

بداما لعدہ احاطتہ بحقیقۃ
ذلک الفرد و مماثلتہ لغیرہ من الافراد
الداخلۃ تحت العام و اما الخطرۃ
علی بالہ و اما لا اعتقادہ اختصاص
بخصیصۃ تخرجہ من العام و منہا
اعتقادہ العموم فیما لیس بعام
او الاطلاق فی المقید فیذھل
عن التقیید و منہا اعتقادہ عدم
دلالۃ اللفظ علی الحکم المتنازع
فیہ اما لعدم معرفتہ بمدلول
اللفظ فی عرف الشرع فیحملہ علی
خلاف مدلولہ او یکون لہ فی
عرف الشرع معنیان فیحملہ علی
احدھما او یحمل غیرہ علی غیر ذلک
او لفھمہ من الخاص العموم او من
العام الخصوص و من المطلق المقید
و من المقید المطلق و منہا ان النص
عارضہ ما یساویہ او اقوی منہ
و للتعارض انواع قال ابن القیم رحمہ اللہ
فمن ھداہ اللہ تعالی الی اخذ الحق
حیث کان و مع من کان و رد الباطل

کیا اسلئے کہ وہ اس فرد کی حقیقت اور بقیہ افراد
سے اسکی مماثلت و مشابہت کا علم نہین رکھتا
یا اسلئے کہ وہ اسمین اپنے دلمین شبہ رکھتا ہے
یا اسکو کسی وجہ خصوصیت سے حکم عام سے خارج کرتا ہے
اور ازانجملہ یہہ کہ وہ اسحدیث کو جو عام نہین ہے
عام سمجھتا ہے یا اس حدیث کو جو مقید ہے مطلق
خیال کرتا ہے اور اسکی قید سے غافل ہے
اور ازانجملہ یہہ کہ وہ لفظ حدیث کا حکم متنازعہ فیہ پر
دلالت کرتا نہین مانتا کیا تو اسلئے کہ اسکی عرف
شرع مین معنی نہین جانتا اسلئے خلاف معنی پر محمول
کرتا ہے یا یہہ کہ عرف شرع مین اسحدیث کے دو معنی
ہین وہ اسحدیث کو ایک معنی لیتا ہے دوسرا دوسرے
معنی یا وہ حدیث خاص کو عام سمجھتا ہے یا عام کو
خاص اور مطلق کو مقید کرتا ہے اور مقید کو مطلق
اور ازانجملہ یہہ کہ اسحدیث کے معارضہ (مقابلہ) مین
اور حدیث اسکے مساوی یا اس سے زیادہ قوی پائی
جاتی ہے اور تعارض کے کئی اقسام ہین —
ابن القیم نے کہا ہے (خدا اسپر رحم کرے)
کہ جس شخص کو خدا ہدایت کرتا ہے وہ حق بات کو لیلیتا ہے
جہان کہین ہو اور جس کے پاس ہو اور ناحق
کو رد کرتا ہے خواہ کیسے شخص کے ساتھہ ہو

مع من كان فهذا اعلم الناس
واهداهم سبيلا واقومهم
قيلا واهل هذا المسلك اذا
اختلفوا فاختلافهم رحمة
وهداى وهو من باب التعاون
على الدين كل يخبر بما راه صوابا
عنده فان قوبل بين الاراء المختلفة
وعرضت على كتاب الله وسنت
رسول الله صلى الله عليه وسلم
وتجرد النظر عن التعصب والحمية و
استفرغ وسعه وقصد طاعة الله
ورسوله صلى الله عليه وسلم
قل ان يخفى عليه الصواب من
تلك الاقوال وما هو اقرب اليه
وهذا النوع من الاختلاف لا يوجب
معاداة ولا افتراقا في الكلمة
ولا تبديد المشمل انتهى قلت اذا
كان المعبود الآمر بالعبادة واحدا
والرسول صلى الله عليه وسلم
واحدا والدين واحدا وهؤلاء العلماء
كلهم يريدون اتباع الدين

ایسا شخص تمام مخلوق سے زیادہ عالم ہے اور سب سے
زیادہ ہدایت پر ہے اور سب سے زیادہ راست گو
ایسے لوگ باہم اختلاف بھی کرتے ہین تو اُن کا
اختلاف رحمت ہوتا ہی اور ہدایت اور یہہ اختلاف
کرنا ایک کا دوسرے کو دین مین مدد دیتا ہی
ہر ایک دوسرے کو اپنی رائے سے جسکو اپنے
نزدیک صواب سمجھتا ہی اطلاع دیتا ہی پس اگر
اُن سبھی مختلف راؤن کا آپسمین مقابلہ کیا جاوے
اور اُن سب کو کتاب اللہ و سنت رسول پر پیش
کیا جاوے اور اپنی نظر کو جو اُن اراء مین لگاتی ہین
تعصب اور حمیت (پاسداری) مجرد کرین اور اپنی وسعت
اور قصد طاعت خدا و رسول کو پورا خرچ کرین
تو اُن اقوال و اراء سے جو صواب اور جو قریب صواب
ہے کم مخفی رہے اِس قسم کا اختلاف آپسمین عداوت
پیدا نہین کرتا اور نہ کلمۃ الاسلام مین تفرقہ و پراگندگی
بہم پہنچاتا ہے کلام ابن القیم کا تمام ہوا۔
مین (مصنف ایقاف) کہتا ہون جبکہ (سب کا)
معبود عبادت کا حکم دینے والا ایک ہی اور
رسول (دین اسلام لانیوالا) ایک ہے اور
دین (اسلام) ایک اور یہہ سبھی علماء اتباع
دین کا ارادہ رکھتے ہین اور اُس مین اپنے

ولا يقصرون وكل له فضائل و
كمالات وقد قال الله فاسئلوا
اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون
فالتعصب لمعين والجمود على قوله
لماذا نقل الحافظ ابن حجر في
لسان الميزان عن الطحاوي انه
قال او كل ما قال به ابو حنيفه
اقول به وهل يقلد الا عصبي او
غبي فطارت هذه الكلمة بمصر
حتى صارت مثلا انتهى ومذهب
كل امام ما قاله ولم يرجع عنه ولا
يمكن عن مجتهد قولان متباينان من
غير رجوع عن احدهما اللهم
الا ان يكون مترددا في ذلك و
يحتمل ان يقول المجتهد قولا ثم
يرجع الى غيره ثم يرجع عن الآخر
الى الاول ولم ار لهذا مثالا في
الاقوال المجتهدين ولم يكن لاحد من
تلامذة الامام واصحابه ان يعرف

طرف سے قصور نہین کرتے اور ہر ایک کے لئے
فضایل وکمالات حاصل ہین اور خدا تعالی نے
(عام طور پر) فرمایا ہے کہ تم اہل ذکر سے پوچھ لو
اگر تم کو علم نہین ہے پہر ایک شخص کے لئے تعصب کرنا اور
حافظ ابن حجر نے لسان المیزان مین
امام طحاوی حنفی سے نقل کیا ہے کہ انہون
نے کہا ہے کیا جو کچھ ابو حنیفہ نے کہا ہے
مین اُسیکا قایل ہون (ایسی) تقلید (ایک شخص
کی ہر بات مین) تو وہی کرتا ہے جو متعصب یا
بے سمجھ ہوتا ہے یہ کلمہ طحاوی کا مصر مین
اُڑ گیا اور ضرب المثل ہوا کلام ابن حجر تمام ہوا
اور مذہب مجتہد وہ ہوتا ہے جو اُس نے
کہا پہر اس سے رجوع نہین کیا اور ایک مجتہد سے
دو قول مختلف کا سرزد ہونا بجز اسکے کہ وہ
ایک قول سے رجوع کرے ممکن نہین مگر اس
صورت مین کہ ان دونون مین اسکو تردد ہو
اور یہ بھی احتمال ہے کہ مجتہد نے پہلے ایک قول کہا
ہو پہر اس سے دوسرے قول کیطرف رجوع
کیا ہو پہر اُس قول سے پہلی قول کیطرف رجوع

[1] بلکہ لوگ مذہب مجتہد سمجھ کر اسپر جم جاتے ہین اور یہ نہین سمجھتے کہ وہ حقیقت مین
مذہب مجتہد کا ہے یا نہین۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جميع مذهبه هذا ظاهر وغالب
اختلاف اصحاب ارباب المذاهب
سببه ان بعضهم يعرف من المذهب
ما لا يعرف غيره ومنهم من يعرف
القول المرجوع عنه ولا يعرف المرجوع
اليه ويفتي بالاول ومنهم من
لا يعرف عن الامام نصا فيقيس
على مسايل الامام ويخالفه غيره
في ذلك القياس فتارة يصيب هذا
وتارة هذا وكثيرا ما يختلفون
في فهم معاني قول الامام
ودلالتها وهذا باب واسع
جدا وليس كل ما يستنبطه رجل من
اقوال الامام يكون مذهبه
بل تارة يوافق مذهبه وتارة
يخالفه ولا ينبغي ان تنسب الاقوال
المستنبطة من اقوال الائمة للائمة
بانها اقوالهم او مذاهبهم
قطعا لانه يحتمل انها لو عرضت
عليهم قبلوا اشياء منها وردوا
اشياء اخر وهذا كما لا ينسب

کیا ہو اُسکے مثال مجہی اقول مجتہدین سی کوئی
معلوم نہین ہے اور کسی امام کے شاگرد
اور صحبتی اسکے سبہی مذہب کو نہین جانتے اور
یہ امر ظاہر ہے اور ائمہ مذاہب کے شاگردون کے
باہمی اختلاف کا غالبًا یہہ سبب ہوا ہے
کہ بعض شاگردون نے امام کا مذہب اس
قول کو جانا جسکو دوسرے نے نہ جانا اور
بعض نے امام کے پہلے قول کو جس سے امام
نے رجوع کر لیا تہا امام کا مذہب سمجہہ لیا اور
اسی پر فتوی دیا اور دوسری قول کو
(جسکے طرف رجوع کیا تہا) معلوم نہ کیا اور بعضون
نے امام کا کوئی قول نہ پایا بلکہ امام کے اقوال
و مسایل پر قیاس کرکے اُسی قیاس کو مذہب
امام قرار دیا اور دوسرے شاگردون نی اُس
قیاس مین خلاف کیا پس کبہی یہہ صواب کو
پہنچا کہے وہ مصیب ہوا اور بسا اوقات قول
امام کے معنی سمجہنے مین اونہون نے اختلاف
کیا اور یہہ اختلاف کا دروازہ نہایت فراخ
ہے اور یہہ نہین ہے کہ جو بات کوئی امام کے
قول سے نکال لے وہی امام کا مذہب بنجاوے
بلکہ کبہی وہ استنباطی بات مذہب امام کی موافق ہوتی ہے

ما استنبط المجتهدون من اقوال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم الیہ علی
انہا اقوالہ ویحتمل کونہا شریعۃ
قال ابن تیمیۃ فی رد الروافض تجد
احد کطائفتین او الرجلین من الناس
لا یکذب بما یخبر بہ من العلم لکن
لا یقبل ما اتی بہ طائفۃ اخری
من الحق سواء کان من باب الصدق
المعروف بالخبر او من الصدق
المعروف بالنظر فیقبل ما ذکرتہ
طائفۃ من معقول ومنقول و
یرد ما ذکرتہ الطائفۃ الاخری
قلت ہذا کثیر فی اصحاب ائمۃ المذاہب خصوصا فی اہل زماننا
ہذا تریہم لا یعتمدون الا ما
وجدوہ منقولا من اہل مذہبہم
سواء کان ذلک قول امامہم
او لا الذی فایدۃ ظہر لہذا الفاضل
معظم المسایل المذکورۃ فی اصول
الفقہ ماخوذ من اقوال الائمۃ

اور کبھی مخالف پڑتی ہے اور یہ مناسب نہیں ہے
کہ جو اقوال و مسایل امام کے اقوال سے نکالے گئے
ہیں اُن اقوال کو امام کی طرف منسوب کیا جاوے
اور اُن کو یقینا اقوال و مذاہب امام ٹھہرایا جاوے
کیونکہ احتمال ہے کہ اگر اُن اقوال کو امام کے سامنے پیش کیا
جاتا تو بعض اقوال امام کو قبول کرتا اور بعض اقوال
کو رد کر دیتا۔ اسکی نظیر یہ ہے کہ جو اقوال مجتہدین
نے آنحضرت کے اقوال سے استنباط کئے ہیں اور
انکو قطعاً آنحضرت کے اقوال نہیں مانا جاتا انکا
شریعت ہونا محتمل ہے۔ شیخ ابن تیمیہ نے کتاب
منہاج السنہ میں کہا ہے کہ تو دو جماعتوں مختلف
مذاہب یا دو شخصوں میں سے ایک کو ایسا پاویگا
کہ وہ اس علمی بات کو جسکی خود خبر دیتا ہے جھوٹ
نہیں سمجھتا ولیکن جو دوسری جماعت یا دوسرا
شخص حق سنا دے خواہ وہ خبر (حدیث وغیرہ) سے
معلوم ہوا ہو یا نظر (فکر و قیاس) سے اسکو قبول
نہیں کرتا جو اپنا فریق عقلی یا نقلی بات کہے اُسکو
مانتا ہے اور جو دوسرا فریق کہے اُسکو رد کرتا ہے
کلام ابن تیمیہ تمام ہوا۔ میں (مصنف ایقاظ)
کہتا ہوں یہ بات اہل مذاہب کے پیروؤں میں خصوصاً
ہمارے زمانہ ۱۳۰۰ھ میں بہت ہے کہ تم دیکھو گے کہ وہ بجز اس بات کے اپنے مذاہب والوں

بعض اتباع الائمۃ فی مسایلھم
فیجد کثیرا منھا راجعۃ الی اصل
واحدٍ فیجعل ذلک الاصل قاعدۃ
لھا ولامثالھا وقس علی ھذا
وربما یوافق المتاخر المتقدم
وربما یخالفہ وربما یقلد فربما
یصیب المتقدم وربما یصیب
المتاخر والانصاف خیر الاوصاف
فی باب الاختلاف والرجوع
علی الاتفاق اولی من الافتراق
واللہ اعلم بالصواب
والیہ المرجع والماب و
صلی اللہ تعالی علی سیدنا
محمد خیر خلقہ وآلہ و
صحبہ وبارک وسلم

سے منقول پاویں گے خواہ وہ قول امام ہو خواہ نہو
اور کسی بات پر اعتماد نہ کرینگے۔ **فایدہ** مجھے معلوم ہوا ہے
کہ اکثر مسایل جو اصول فقہ مین مذکور ہین ایمہ کے اقوال
سے ماخوذ و مستنبط ہین اسی طور پر کہ بعض پیرو ائمہ
کے اکثر مسایل امام کو ایک قانون کیطرف رجوع
ہوتے دیکھتے ہین تو وہ اُس قانون کو اُن مسایل
اور انکے نظایر و امثال کے لئے اصول قرار دیتے
ہین وعلی ہذا القیاس پھر کبھی پچھلا پیرو پہلے کے
موافق ہوتا ہے اور کبھی مخالف اور کبھی اُسی کی
تقلید کر لیتا ہے اور کبھی پہلا مصیب ہوتا ہے
کبھی پچھلا صواب پر پہنچتا ہے اور اختلاف مین
انصاف کرنا بہترین اوصاف ہے اور اتفاق کیطرف
رجوع کرنا افتراق سے بہتر ہے اور خدا تعالی
حق و صواب کو خوب جانتا ہے اور اُسیکطرف
سب کا بازگشت و صلی اللہ علی محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

رسالہ ایقاف علی سبب الاختلاف بالفاظہا تمام ہوا اسمین جو دو خط وحدانی (یا قوسی)
مین بطور حاشیہ باریک قلم سے لکھا گیا ہے وہ مترجم کیطرف سے تائید یا تشریح
یا بطور نتیجہ ہے باقی سب الفاظ مولف کا لفظی ترجمہ ہے اس رسالہ مین مولف علام
نے چھ شخصون مختلف مذاہب کے اعیان و اکابر کی کلام سے استشہاد کیا ہے
(۱) امام ابن حزم ظاہری (۲) حافظ ابن القیم حنبلی (۳) شیخ ابن تیمیہ حنبلی (۴) امام
ابن عبد البر مالکی (۵) حافظ امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی شافعی (۶) امام الفقیہ

ابو جعفر طحاوی اور ان سب اکابر کی کلام اور اپنی پر زور تقریر بلاغت نظام
سے مؤلف نے یہہ ثابت کر دکھایا ہے کہ جو بعض ایمہ مذاہب سے بعض احادیث پر عمل
ترک ہوا ہے اُسکا سبب ایمہ کی مجبوری و معذوری ہے انکو وہ حدیثین نہین پہنچین
یا پہنچین ہین تو بسند نہین پہنچین یا اُن کے معنی سمجھنے مین اُنکی رائے مصیب نہین
ہوئی وعلی ہذا القیاس لہذا اُن لوگون کو جو اُن احادیث پر مطلع ہون نہ اُن ایمہ کی اُن
احادیث کے برخلاف تقلید چاہیے نہ اُنپر مخالفت حدیث کا طعن مناسب ہے اسمین
اِسوقت کے اہل افراط مجتہدین اور اہل تفریط متعلدین دونون فریق کے لئے عبرت و
ہدایت ہے وہ مجتہدین تو اپنے اسلاف محققین ابن حزم و ابن القیم و ابن تیمیہ کے اقوال
کو غور و عبرت کی نگاہون سے دیکھین اور یہہ خیال کرین کہ جسطرح ہمارے یہہ اکابر
علی الخصوص امام ابن حزم (جو عیب جوئی و حق گوئی مین ضرب المثل ہے حتی کہ اُنکے
حق مین ابن عریف نے کہا ہے کان لسان ابن الحزم و سیف الحجاج شقیقین
یعنی ابن حزم کی زبان اور حجاج یوسف کی تلوار دونون ہمزاد ہین) ان ایمہ کو ترک
عمل بعض احادیث مین معذور رکھتے ہین تو پھر ہم لوگ جو ترک تقلید و اجتہاد مین
اُنکے شاگرد ہین اُن ایمہ کو کیون بُرا کہتے ہین اور کیون ایسی بُری اور بد بو الفاظ
مونہہ سے نکالتے ہین کہ ابو حنیفہ نے مثلاً فلانے مسئلہ مین رسول اللہ کا عمداً خلاف
کیا۔ اور شریعت محمدی کو بدل دیا اور دین کو برباد کر دیا وعلی ہذا القیاس۔
اور وہ مقلدین اپنے اکابر مذاہب حافظ ابن عبد البر و ابن حجر و امام طحاوی
کے اقوال کو انصاف سے ملاحظہ کرین اور یہہ بات خیال مین لاوین کہ جس حالت مین
ایسے اکابر علی الخصوص امام طحاوی (جس نے حنفی مذہب کی نصرت و حمایت کو اپنا فرض

† ان دونون وصف کو جمع کرنے مین اسبات کیطرف اشارہ ہے کہ ابن حزم کی عیب جوئی نیک نیتی و خدا ترسی
کی نظر سے ہے نہ تعصب و نفسانیت سے اسکی تفصیل ہمنے ضمیمہ اخبار سفیر بنارس شمارہ ۱۰ مین کی ہے۔ ضمیمہ اجم

(93)

سمجہا ہوا ہے چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب کی کلام سے مستفاد ہوتا ہے) صاف فرمایا ہے کہ بعض ایمہ کا بعض احادیث پر عمل ترک کرنا ناچاری و معذوری سے تہا جنکو اُن احادیث کا علم ہو اُن کو بتقلید اُن ایمہ کے ترک عمل جایز نہین تو پہر ہمکو جو اُن ایمہ کے مقلد ہین کسی حدیث کا خلاف کرنا اور اُسمین ایمہ کی تقلید پر اڑے رہنا کیونکر جایز ہے امام معذور تھے ہم تو کسی وجہ سے معذور نہین ہین +

اس بات کو امام شعرانے جو امام ابو حنیفہ کے بڑے مداح و ثناخوان ہین جنہون نے اُنکی تعریف و حمایت مین میزان کبرے کے چودان ۱۴ صفحے پورے کئے ہین بہت وضاحت سے بیان کیا ہے اور خاص کر امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی بعض احادیث پر عمل نہ کرنیکا سبب بہی حدیث کا نہ پہنچنا قرار دیا ہے اور ترک حدیث مین انکا معذور ہونا اور اُن کے اتباع کا معذور نہ ہونا خوب ثابت کر دیا ہے چنانچہ اس کتاب کے صفحہ ۷۲ مین فرماتے ہین -

واعتقادنا واعتقاد کل منصف فی الامام ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ بقرینۃ ما رویناہ آنفا عنہ من ذم الرائی والتبری منہ ومن تقدیمہ النص علی القیاس انہ لو عاش حتی دونت احادیث الشریعۃ بعد رحیل الحفاظ فی جمعہا من البلاد والثغور وظفر بہا لاخذ بہا وترک کل قیاس	ہمارا اور تمام منصفون کا اعتقاد امام ابو حنیفہ رح کی نسبت بقرینہ ان باتون کے جو ہمنے اُن سے نقل کی ہین (یعنی رائے سے بیزار ہونا اور حدیث و قرآن کو قیاس پر مقدم کرنا) یہہ ہے کہ اگر وہ جیتے رہتے یہانتک کہ احادیث جمع ہوئین بعد سفر کرنے حفاظ حدیث کے اُسکے جمع کرنیکے لئے شہرون اور سرحدون مین اور اُن احادیث کو امام

+ بہر حال تصانیف مفیدہ در مذہب حنفی دارد و بزعم خود در نصرت این مذہب مساعی جمیلہ بتقدیم رسانیدہ ۔ مختصر طحاوی دلالت میکند کہ وی مجتہد منتسب بود محض مقلد مذہب حنفی نبود زیرا کہ دران چیزہا اختیار کردہ کہ مخالف مذہب ابو حنیفہ است (بستان المحدثین)

كان قاسه وكان القياس قل في مذهبه كما قل
في مذهب غيره بالنسبة اليه لكن لما كانت ادلة
الشريعة مفرقة في عصره مع التابعين
وتبع التابعين في المداين والقرى
والثغور كثير القياس في مذهبه بالنسبة
الى غيره من الائمة ضرورة لعدم
وجود النص في تلك المسايل التي قاس
فيها بخلاف غيره من الائمة فان الحفاظ
كانوا قد رحلوا في طلب الاحاديث و
جمعها في عصرهم من المداين والقرى
ودونوها فجاوبت احاديث الشريعة
بعضها بعضا فهذا كان سبب كثرة القياس
في مذهبه وقلته في مذهب غيره
ويحتمل ان الذي اضاف الى الامام
ابي حنيفة انه يقدم القياس على النص
ظفر بذلك في كلام مقلديه الذين
يلزمون العمل بما وجدوه عن امامهم
من القياس ويتركون الحديث الذي صح
بعد موت الامام فالامام معذور
واتباعه غير معذورين وقولهم ان
امامنا ما لم ياخذ بهذا الحديث لا

ابو حنیفہ رح پاتے تو ان کو لے لیتے اور تمام
قیاسون کو جو کر چکے تھے چھوڑ دیتے اور
اُن کے مذہب مین قیاس کم ہوتا جیسا اورون
کے مذہب مین اُنکی نسبت کم ہی ولیکن جبکہ
دلایل شریعت (یعنی احادیث) ان کے
زمانہ مین تابعین و تبع تابعین کے ساتھ شہرون
اور بستیون اور سرحدون مین متفرق تھی
تو اُن کے مذہب مین بہ نسبت اور امامون
کے قیاس زیادہ ہوا ضرورت کے سبب اس لئے
کہ جس مسایل مین اُنہون نے قیاس کیا نص
نپائی بخلاف اور امامون کے کہ اُن کے زمانہ
مین حدیث کے حافظون نے شہرون اور
بستیون سے حدیث جمع کرنیکو سفر کئے اور
احادیث کو جمع کیا یہی سبب ہے آپکے مذہب مین
قیاس زیادہ ہونیکا اور اورون کے مذہب
مین کم اور یہہ بہی احتمال ہی کہ جس نے امام
ابو حنیفہ کیطرف نص پر قیاس مقدم
کرنیکو نسبت کیا ہی اُس نے یہہ امر آپ کے مقلدون
کے کلام مین پایا ہے جو امام کے قول پر
عمل کرنیکو لازم سمجھتے ہین اور حدیث کو جو بعد
فوت ہونے امام کے صحیح ہوئی چھوڑ دیتے ہین ولیکن امام

لا ینتهض حجة لاحتمال انه لم یظفر به او ظفر به لکن لم یصح عنده وقد تقدم قول الائمة کلهم اذا صح الحدیث فهو مذهبنا ولیس لاحد معه قیاس ولا حجة الا طاعة الله ورسوله بالتسلیم له انتهی ما قال الشعرانی فی المیزان وقال فی المنهج متی نقل احد عن الامام ابی حنیفة قیاسا یخالف نصا صح بعده فله العذر العظیم فی ذلک لکونه لم یجد النص اصلا او وجده لکن لم یصح عنده ولو عاش حتی دونت احادیث الشریعة التی صحت بعده وظفر بها وصحت عنده لاخذ بها انتهی مختصرا۔

معذور تہی اور یہہ لوگ معذور نہین ہین اور انکا یہہ کہنا کہ ہمارے امام نے یہہ حدیث نہین لی کچہہ سند نہین ہو سکتا اسلئے کہ امام کو تو حدیث نہین پہنچی یا انکے نزدیک صحیح نہین ہوئی (ولیکن تو ان کو تو پہنچ گئی اور صحیح ہو چکی ہے) اور سب اماموں کا یہ قول گذر چکا ہے کہ جب حدیث صحیح ہو تو وہی ہمارا مذہب ہی اور کسیکا حدیث کے سامنے قیاس و عذر نہین بجز اسکی کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کو مانے تمام ہوا قول امام شعرانی کا جو میزان مین ہی اور شعرانی نے کتاب منہج مین کہا ہے کہ جب کوئی امام ابو حنیفہ سی قیاس نقل کرے جو خلاف حدیث صحیح ہو تو اسمین امام کیطرف سی بڑا عذر ہو سکتا ہی

سلئے کہ اونہون نے حدیث نہین پائی اور اگر پائی ہے تو بسند صحیح نہین پائی اور اگر وہ جیتے رہتی یہانتک کہ حدیثین جمع ہوئین جو ان کے مرنیکے بعد صحیح ہوئین تو انکو لے لیتے یہہ مختصر مضمون منہج کا ہے۔

ایسا ہی ہمارے زمانہ کے محقق حنفیہ مجمع الکمالات مولوی محمد عبد الحی ابو الحسنات نے فرمایا ہے اور اُس عبارت میزان شعرانی کو اپنی رسالہ النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر

اقول تفرق الناس من قدیم الزمان الی هذا الاوان فی هذا الباب الی الفرقتین

مین نقل کرکے کہا ہے پرانے زمانہ سی ابتک دو فریق ہو رہی ہین ایک فرقہ تو حنفیون

فطایفة قد تعصبوا فی الحنیفة تعصبا
شدیدا والتزموا بما فی الفتاوی
التزاما شدیدا وان وجدوا حدیثا
صحیحا او اثرا صریحا علی خلافه زعموا
انه لو کان هذا الحدیث صحیحا لاخذ
به صاحب المذهب ولم یحکم بخلافه
وهذا جهل منهم بما روت
الثقات عن ابی حنیفة من تقدیم
الاحادیث والآثار علی اقواله الشریفة
فترک ما خالف الحدیث الصحیح
رای سدید وهو عین تقلید الامام
لا ترک تقلید وطایفة زعموا ان الامام
قاس علی خلاف الاخبار وهجر ما ورد به
الشرع والآثار فظنوا فی حقه ظنونا سیئة واعتقدوا
عقاید قبیحة ومطالعة المیزان لهم نافع
ولاوهامهم دافع فلیتخذ العاقل مسلک
البین ویهجر طریق الطایفتین انتهی اقول
وانا ابو سعید جامع هذه الشتات هذا الذی
یعتقده حبی ابو الحسنات فی الامام ابی حنیفة
هو اعتقادی وبه ثقتی وعلیه اعتمادی فلله الحمد
علی ما رزقنا من التوفیق والوفاق وعصمنا من

مین سخت تعصب کر رہی ہین اونہون نے فتاوون
کو پکڑ رکہا ہی اس خیال سی کہ اگر حدیث صحیح ہوتی
تو ہمارے مذہب کا امام اسکو لی لیتا اور اسکی
خلاف حکم نہ دیتا اور انکی یہہ بات انکی جہالت ہے
اس بات سی جو ثقہ لوگون نے امام ابو حنیفہ
سی نقل کی ہی کہ وہ اپنی اقوال پر حدیث کو مقدم
سمجہتی پس خلاف حدیث کو چہوڑ دینا بہت درست
رای ہے اور یہہ عین تقلید امام کی ہی نہ ترک
تقلید اور ایک فرقہ یہہ خیال کرتے ہین کہ
امام ابو حنیفہ نے حدیثون کو عمدا چہوڑ کر
اپنا قیاس کیا ہے سو اونہون نے انکے
حق مین بدظنی کی اور انکی نسبت برا اعتقاد رکہا
کتاب میزان کبری کا مطالعہ دونون فریق
کو نافع ہی اور ان کی وہمون کو دافع دانا کو
چاہئی کہ بیچ کی چال اختیار کرے اور ان دونو
فریق کے راہ چہوڑے کلام مولوی صاحب
تمام ہوئی - مین کہتا ہون جو ان پراگندہ
مضامین کا جامع ہون میرا اعتقاد بہی امام کی
جناب مین یہی ہی کہ انہون نے عمدا حدیث کا خلاف
نہین کیا جو ہوا بسبب نہ پہنچنے حدیث کی ہوا پس خدا کا
شکر ہی جسنے مجہکو علما سی توافق عطا فرمایا اور انکی

باقی آیندہ

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ النبویہ

نمبر ۱ جلد ۱

احیاء الصلوٰۃ والتحیہ

بابت شعبان ۱۳۱۰ھ تا ربیع الثانی ۱۳۱۱ھ

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ ضمیمہ

درجات و مراتب	تفصیل خریداران بشرح مراتب	سالانہ قیمت
(۱) خریدار	اسلامی ریاستوں کے نواب و رئیس	۷
۲ خاص قیمت	گورنمنٹ خدیوی مصر و عہدہ ۱۰۰ روپیہ لوینٹ و ہندو غنیاء و لائبریری و سوسائٹی	۵
۳ عام قیمت	متوسط الحال و وسعت	۳
۴ رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نہ رکھیں اور سالانہ پنکی خرچ لیں	۲
۵ للّٰہی قیمت	بے وسعت جو دس روپیہ ماہوار کی آمدنی نہ رکھیں مگر علمیت رکھیں اور اشاعت کریں	دعا

۱ یہ شرح قیمت ضمیمہ ہذا و اصل سالانہ اشاعۃ السنۃ کی قیمت بسبب تفصیل درجات و مراتب بالا اس سے پہلے چھاپی گئی

۲ ضمیمہ سالانہ سے علیحدہ فروخت نہ ہوگا ان رسالہ بدون ضمیمہ ملسکیگا اسکی وجہ یہ ہے کہ ضمیمہ کی بہت باتیں تفصیل دلیل سالانہ میں مندرج ہیں لہذا بدون رسالہ ضمیمہ سے مطلب آپکی ناظرین ممکن نہیں اور رسالہ کی کوئی بات متعلق ضمیمہ نہیں ہے اسلئے سالانہ سے بدون ضمیمہ کاروباری ممکن ہے +

۳ جنکے نام ضمیمہ بلا درخواست پہنچے وہ حسب حیثیت خود اسی مہینے سے قیمت واجب الادا تصور فرماویں جس مہینے سے پرچہ وصول پاویں اور جنکو خریداری منظور نہو وہ ضمیمہ واپس کریں ÷

۴ خط و کتابت متعلق ضمیمہ یا قیم کے نام پورے عنوان و نشان مندرجہ ذیل سے ہونا ضرور ہے اور ارسال زر بذریعہ منی آرڈر ڈاکخانہ مناسب ہے ÷

راقم ابو سعید محمد حسین - لاہور - محلہ سید مٹھہ

مطبع ریاض ہند امرتسر میں طبع ہوا

رائے ناظرین متعلق ضمیمہ

ضمیمجات ششماہی سابق بعض اکابر واحباب کی خدمات مین قبل انطباع قلمی نسخے بھیجے گئے۔ اور بعد طبع واشاعت توکس وناکس کے ملاحظہ مین آئے۔ اِس ضمیمہ کے اجرا واشاعت پر عام رائے کا اتفاق ہے اور فریقین (اہلحدیث وحنفیہ) کے منصفین ومحققین نے اِس ضمیمہ کی طرز دروش واصل مطلب وغایت کو پسند کرلیا ہے۔

اہلحدیث کا پسند کرنا تو انکا مذہبی فرض تہا۔ اور یہہ انکے مذہب کا عین مقتضا تہا۔ مگر منصفین حنفیہ نے بہی باوجودیکہ اِن کے مذہب کو اِس سے خاص تعلق نہتا اِسکے پسند کرنے سے دریغ نہین کیا۔ یہہ انکا استحسان وتوافق رائے انکے انصاف کا نتیجہ ہے۔

انہون نے اسکے مسئلہ وغیرہ کے ملاحظہ سے یقینًا جان لیا ہے کہ اِس ضمیمہ کو کسی خاص مذہب حنفی شافعی مالکی حنبلی سے مقابلہ وتعصبانہ لگاؤ نہین ہے بلکہ بالاستقلال مذہب اہلحدیث کا بیان کرنا اسکا کام ہے۔ جو قدیم سے ہر مذہب کے محققین ومنصفین سے بلا انکار متوارث چلا آتا ہے اِسلئے اِسکے اجرا کو پسند کیا ہے۔ اِن احباب نے اپنے استحسان وتوافق رائے کے ساتہہ یہہ شرط بہی لگادی ہے کہ جیسے اِس ضمیمہ مین عدم معارضہ وخطا ائمہ مجتہدین کا وعدہ دیا گیا ہے ویسا ہی ان کے متبعین اکابر مصنفین سے بہی عدم تعرض کا لحاظ ہو۔ ہم اِس شرط کو منظور رکہتے ہین اور جو کچہہ ہم ضمیمہ نمبر ۱ مین بصفحہ ۷ وعدہ دی چکے ہین اسمین مجتہدین اور انکے متبعین سب کو شامل سمجہتے ہین۔

بعض اخوان اہلحدیث نے ہماری بعض مطالب تمہید پر کچہہ نکتہ چینی بہی کی ہے مگر وہ چونکہ اصل مبادی ومقاصد سے خارج واجنبی ہے اِسلئے اسکے بیان وجواب سے تعرض اشتغال بلاطایل ہے **بالجملہ** جو اس ضمیمہ سے مقصود قرار دیا گیا ہے اور جو اسکے مقدمہ مین کہا گیا ہے وہ ابتک متفق علیہ علماء فریقین ہے۔ اسلئے اب اِس مقدمہ کا تتمہ بیان کیا جاتا ہے پہر اصل مسایل متنازعہ کا بیان قلم مین آویگا۔

اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ کے باب اسباب اختلاف صحابہ وتابعین

باب اسباب اختلاف الصحابة والتابعين
في الفروع اعلم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
لم يكن الفقه في زمانه الشريف مدونا ولم
يكن البحث في الاحكام يومئذ مثل البحث
من هؤلاء الفقهاء حيث يبينون باقصى
جهدهم الاركان والشروط واداب كل شئ
ممتازا عن الاخر بدليله ويفرضون الصور
ويتكلمون على تلك الصور المفروضة
اما رسول الله صلعم فكان يتوضأ فيرى
الصحابة وضوئه فياخذون به غير ان
يبين ان هذا ركن وذلك ادب وكان
يصلي فيرون صلوته فيصلون كما
راوه يصلي وحج ورمق الناس حجه ففعلوا
كما فعل فهذا كان غالب حاله صلى الله
عليه وسلم ولم يبين ان فروض الوضوء ستة
او اربعة ولم يفرض انه يحتمل ان يتوضأ انسان
بغير موالات حتى يحكم عليه بالصحة او
الفساد الا ما شاء الله وقلما كان يسئلونه
عن هذه الاشياء ۔ ۔ ۔ وبالجملة
فهذه كانت عادته الكريمة صلى الله عليه وسلم

مین فرمایا ہی کہ آنحضرت کی زمانہ مین علم فقہ کی
تالیف نہوئی تہی اور نہ اُسدن یہ بحث ہوتی تہی
جو فقہا بڑی کوشش سی کرتے ہین اور ہر چیز کے
ارکان وشروط وآداب نکالتے ہین اور فرضی
صورتین تجویز کرکے ان پر پیشگی فرضی احکام
لگا رکہتی ہین آنحضرت وضو کرتے اور یہ نہ فرماتے
کہ یہ فعل وضو کا رکن (یعنی فرض) ہے اور وہ
اسکا ادب (یعنی مستحب) آنحضرت کے اصحاب
آپکا وضو دیکہتے اور اسکے موافق عمل مین لاتے
ایسا ہی آنحضرت نماز پڑہتے اور اصحاب دیکہتے
اور ویسی ہی نماز پڑہتے۔ اور آنحضرت حج کرتے
تو اسکو لوگ دیکہتے اور ویسا ہی حج کرتے اور
آنحضرت کا اکثر یہی حال تہا اور آنحضرت نے
یہ بیان نہین کیا کہ وضو کے فرض تین یا چار
ہین اور یہ فرض نکر لیا کہ شاید کوئی شخص بلا موالات
(ایک عضو کو دوسرے کے متصل بلا فصل دہونا)
وضو کرے اسپر اب ہی سی حکم صحت یا فساد وضو
کا لگا دیا جاوی اور آنحضرت کے اصحاب بہی
آپ سی کم پوچہتے تہے (پہر اسکی بعد مین آثار صحابہ نقل کئی)
پہر فرمایا کہ آنحضرت کی عادت شریفہ ایسی تہی

فرای کل صحابی ما یسرہ اللہ لہ من عبادتہ
وفتاواہ واقضیتہ فحفظوا وعملوا وعرف
کثیر وجاء من قبلہ خفوف القرائن بہ
فعمل ببعضہا علی الاباحۃ وبعضہا علی النسخ
لامارات وقرائن کانت کافیۃ عندہ
ولکن الخفی عند من بعدہ وجدان تلک
والشیء من عدم الثقات الی طارق الاستدلال
فانقضی عصرہ الکریم وہم علی
ذلک۔ ثم انہم تفرقوا فی البلاد وصار
کل واحد مقتدی ناحیۃ من النواحی وکثرت
الوقایع ودارت المسایل فاستفتوا فیہا
فاجاب کل واحد حسب ما حفظ او استنبط
وان لم یجد فیہا حفظا او استنبط ما یصلح
للجواب اجتہد برایہ فعند ذلک وقع الاختلاف
بینہم علی ضروب۔

منہا ان صحابیا سمع حکما فی قضیۃ او فتوی
وسمعہ الآخر فیہا مقیدا بشیء فی ذلک۔
وہو ان یکون لہ وجہ۔

وہو ان تلک الضروب ان یرد رسول اللہ صلعم
فعلا فحمل بعضہم علی القربۃ وبعضہم
علی الاباحۃ۔

پس ہر ایک صحابی جناب نبی صلعم کی عبادات
اور فتوی اور فیصلے جس قدر کسی کو میسر آئے
مشاہدہ کئے اور جو انکے حافظہ میں بسبب قرائن
آنحضرت کے زمانہ میں مقتضی ہوا۔ پھر وہ مختلف شہروں
میں متفرق ہو گئے اور ہر ایک مختلف اطراف میں
مقتدا بنگئے۔ پس مقدمات بکثرت واقع ہونے لگے
اور انسے مسایل پوچھے گئے تو ہر کسی نے اپنی
یادداشت وسمجھ واستنباط کے موافق فتوے
دینے شروع کئے اسوقت سے انمیں بوجوہ ذیل اختلاف
واقع ہوا۔

(۱) صحابی نے ایک حدیث آنحضرت سے سنی
دوسرے پر مخفی رہی اور اسکی کئی صورتیں ہیں
(اسکی چار صورتیں آپ ہی بیان فرمائی ہیں جنکا حاصل
عبارت ایقاف میں بیان ہو چکا ہے اسلئے بنظر اختصار
وخوف تکرار انکا بیان درگذاشت ہوا)

(۲) اسکے معنی میں اختلاف کیا کسی نے ایک حکم کو موجب
ندب وثواب سمجھا دوسرے نے بیان جواز پر حمل کیا

ومنها اختلاف الوهم -

ومنها اختلاف السهو والنسيان -

ومنها اختلاف الضبط -

ومنها اختلاف فهم في علة الحكم

ومنها اختلافهم في الجمع بين المختلفتين -

وبالجملة فاختلفت مذاهب اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم واخذ عنهم التابعون كذلك كل واحد ما تيسر له فحفظ ما سمع من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم ومذاهب الصحابة و عقلها وجمع المختلف على ما تيسر له ورجح بعض الاقوال على بعض واضمحل في نظرهم بعض الاقوال فعند ذلك صار لكل عالم من علماء التابعين مذهب على حياله فانتصب في كل بلد امام -

(۳) اختلاف وہم (یعنی آنحضرت کے فعل کو دیکھکر کسینے کچھ سمجھا کسینے کچھ)

(۴) اختلاف سہو ونسیان (یعنی کسیکو ایک فعل آنحضرت کا یاد رہا کسیکو بھول گیا)

(۵) اختلاف ضبط (یعنی کسینے آنحضرت کے قول کو پوری طرح بلحاظ محل وموقع سمجھا کسینے محل وموقع کا لحاظ نہ رکھا)

(۶) اختلاف علت وسبب حکم (یعنی ایک حکم کے سبب کو کسینے کچھ سمجھا کسینے کچھ)۔

(۷) مختلف احادیث کی تطبیق وباہم موافقت مین اختلاف (یعنی کسینے دو مختلف حدیثون مین ایک کو منسوخ ٹھہرایا کسینے اسمین تخصیص کو تجویز کیا ان سب وجوہات کا مال وحاصل وہی وجوہات ہین جو رسالہ ایقاظ سے منقول ہوچکی ہین انمین صرف اجمال وتفصیل کا فرق ہے اسی وجہ سے انکی نقل مین ہمنے حذف واختصار اختیار کیا ہے)۔

پھر آپنے فرمایا ہے کہ بالجملہ مذاہب صحابہ کا (یون) اختلاف ہوا اور اسی طرح تابعین نے ان سے سیکھا جس قدر کسی کو میسر آیا احادیث نبویہ کو بھی یاد کرلیا اور مذاہب صحابہ کو بھی جان لیا اور مختلف حدیث واثار کو جسطرح ممکن ومیسر ہوا باہم متفق کیا اور بعض اقوال کو بعض پر غلبہ دیا اور بعض اقوال کو ساقط الاعتبار کیا تب ہر ایک تابعی عالم کا ایک مذہب جداگانہ ہوگیا اور ہر شہر مین امام قایم ہوگئے۔

پھر باب اسباب اختلاف مذاہب مجتہدین مین فرمایا ہے کہ بعد زمانہ تابعین کے خدا نے

باب اسباب اختلاف مذاهب الفقهاء
اعلم ان الله انشاء بعد عصر التابعين
نشأ من حملة العلم فاخذوا عمن اجتمعوا معه
صفة الوضوء والغسل والصلوة والحج
وسائر ما يكثر وقوعه ورووا حديث
النبي صلعم وسمعوا قضايا البلدان
وفتاوى مفتيها وسئلوا عن المسايل
واجتهدوا في ذلك كله ثم صاروا
كبراء قوم وسد اليهم الامر فنسجوا على
منوال شيوخهم - وحاصل صنيعهم
ان يتمسك بالمسند من حديث رسول الله
صلى الله عليه وسلم والمرسل جميعا ويستدل
باقوال الصحابة والتابعين ٭ ٭ ٭
وانه اذا اختلف احاديث رسول الله صلعم
في مسئلة رجعوا الى اقوال الصحابة فان
قالوا بنسخ بعضها او بصرفه عن ظاهره
او لم يصرحوا بذلك ولكن اتفقوا على
تركه ٭ ٭ اتبعوهم في كل ذلك وانه اذا اختلفت
مذاهب الصحابة والتابعين في مسئلة فالمختار
عند كل عالم مذهب اهل بلده وشيوخه
فمذهب عمر وعثمان وابن عمر وعائشة وابن عباس

اور حاملین علم کو پیدا کیا انہون نے اپنے ہمعصرون
سے وضوء و غسل و نماز و حج وغیرہ کی کیفیت کو سیکہا اور
احادیث کو روایت کیا اور قاضیون اور مفتیون
کے فیصلے اور فتوے سُنے اور لوگون نے ان سے
مسایل پوچہے تو انہون نے اجتہاد کی پہر وہ قومون
کے پیشوا بن گئے تو وہ اپنے مشایخ اور استادون
کی چال پر چلے اس طبقہ کے لوگون کا طریق ملتا
جلتا تہا جسکا حاصل یہہ ہے کہ وہ حدیث مسند سے
تمسک کرتے اور مرسل (جسکو تابعی آنحضرت سے نقل
کرے اور جس صحابی نے وہ روایت کی ہے اسکا نام
نہ لے) سے بہی تمسک کرتے اور اقوال صحابہ و تابعین
سے بہی استدلال کرتے اور جب کسی مسئلہ مین احادیث
کا اختلاف ہوتا تو وہ اس مسئلہ مین اقوال صحابہ
کیطرف رجوع کرتے اگر صحابہ کسی حدیث کو منسوخ
کہتے یا ظاہری معنی سے پہیر دیتے یا اسکے ترک عمل
پر اتفاق کرتے تو ایسی باتون مین وہ لوگ صحابہ کی
پیروی کرتے اور جب اقوال صحابہ مین اختلاف ہوتا تو
وہ اپنے شہرون کے علماء اور مشایخ کے قول پر عمل کرتے
اہل مدینہ اقوال حضرت عمر و عثمان و ابن عمر
و عایشہ و ابن عباس و زید بن ثابت وغیرہ صحابی
و سعید بن مسیب و سالم و عطاء و زہری وغیرہ

وزيد بن ثابت واصحابهم مثل سعيد بن المسيب
وسالم وعطاء بن يسار والقاسم وعبيد الله
بن عبد الله والزهري ويحيى بن سعيد وزيد
بن سلمة وربيعة احوط الاخذ من غيره عند
اهل المدينة * * * ومذهب عبد الله بن
مسعود واصحابه وفتاوى ابراهيم احق
بالاخذ عند اهل كوفة من غيره * *
فان اتفق اهل البلد على شئ اخذوا
بنواجذه وهو الذي يقول في مثله مالك
السنة التي لا اختلاف فيها عندنا كذا وكذا
وان اختلفوا اخذوا باقواها وارجحها -
ونشأ الشافعي في اوائل ظهور المذهبين
وترتيب اصولهما وفروعهما فنظر في
صنيع الاوائل فوجد فيها امورا كعبت
عنانه عن الجريان في طريقهم وقد ذكرها
في اوائل كتابه اهم -
منها انه وجدهم ياخذون بالمرسل والمنقطع
فيدخل فيهما الخلل فانه اذا جمع طرق الحديث
يظهر انه كم من مرسل لا اصل له وكم من
مرسل يخالف مسندا فقرر ان لا ياخذ
بالمرسل الا عند وجود شروط وهي مذكورة

تابعین کو لایق اتباع سمجھتے - اور اہل کوفہ اقوال
ابن مسعود اور انکے صحبتیونکو اور فتاوی ابراہیم نخعی
کو لایق عمل خیال کرتے پھر اگر کسی شہر کے سبھی
لوگ کسی قول پر اتفاق کرتے تو اسکو وہ دانتون
سے پکڑ لیتے اسی کی نسبت امام مالک موطا مین
فرماتے ہین کہ فلان فلان امر ایسا ہے جسمین ہمارے
نزدیک کسیکا اختلاف نہین ہے اگر مشایخ شہر
کسی قول مین اختلاف کرتے تو یہ لوگ جس قول کو
اقوی و اجح سمجھتے عمل مین لاتے - ان ہی اصول
پر امام مالک و امام ابی حنیفہ اور انکے شاگردون
نے اجتہاد کیا اور حنفی و مالکی مذہب بنا -
ان دونون مذہبون کے ابتدا ظہور اور ترتیب
اصول و فروع مین امام شافعی پیدا ہوئے -
انہون نے پہلون کے اصول کو دیکھا تو کئی
اصول کو ناپسند فرما کر انکے موافق روش کو
اختیار کیا ان اصول کو اپنی کتاب ام مین بیان
از انجملہ یہہ کہ وہ حدیث مرسل سے تمسک کرتے
امام شافعی نے اسمین غور و تامل کیا تو بہت سی
مرسل حدیثون کو بے اصل پایا اور بہت سی مرسل
حدیثون کو مسند حدیثون کے مخالف دیکھا تو
یہ قرار دیا کہ حدیث مرسل بدون ان شرطون کے

في كتب الاصول -
ومنها انه لم يكن قواعد الجمع بين المختلفات
مضبوطة عندهم فكان يتطرق بذلك
خلل في مجتهداتهم فوضع لها اصولا و
دونها في كتاب وهذا اول تدوين كان
في اصول الفقه مثاله ما بلغنا انه دخل
على محمد بن الحسن وهو يطعن على اهل
المدينة في قضائهم بالشاهد الواحد
مع اليمين فقال الشافعي اثبت عندك
انه لا يجوز الزيادة على كتاب الله بخبر
الواحد قال نعم فقال لم قلت ان
الوصية للوارث لا يجوز لقوله صلعم
لا وصية لوارث فانقطع كلام محمد بن الحسن
ومنها ان بعض الاحاديث الصحيحة
لم تبلغ علماء التابعين ممن وسد اليهم
الفتوى فاجتهدوا بارائهم واتبعوا
العمومات او اقتدوا بمن مضى من الصحابة
فافتوا حسب ذلك ثم ظهرت بعد
ذلك في الطبقة الثالثة فلم يعملوا بها
ظنا منهم انها تخالف عمل اهل مدينتهم

(جو کتب اصول مین مذکور ہین) عمل کیا جاوے -
ازانجملہ یہہ کہ پہلے مجتہدون نے قواعد تطبیق و موافقت
احادیث مختلفہ کو ضبط نہ کیا تہا اسلئے انکی اجتہادی
باتون مین بڑا خلل واقع ہوا لہذا امام شافعی نے
اس امر کے اصول بنائے اور پہلے پہل تصنیف اصول
فقہ کا یہی وقت تہا اسکی مثال وہ ہی جو امام شافعی
نے امام محمد بن حسن سے قضاء شاہد مع الیمین مین
مباحثہ* کیا تہا اور آخر امام محمد نے سکوت اختیار کیا
ازانجملہ یہہ کہ بعض صحیح حدیثین تابعین اہل فتوی
کو نہ پہنچین تہین اسلئے اونہون نے اپنی عقل سے
اجتہاد کیا یا عام آیات و احادیث سے استنباط
کیا یا صحابہ کا اقتدا کیا اور اس کے موافق فتوی
دیا اسکے بعد طبقہ تیسرے (تبع تابعین) مین وہ
حدیثین ظاہر ہوئین تو ان فقہاء نے ان احادیث
پر عمل نہ کیا یہہ سمجہکر کہ وہ حدیثین ان کے شہر
والون کے مذہب اور اس طریق کے جسمین انکا
اختلاف نہین ہے مخالف ہین اور یہ امر اس حدیث
کی صحت کو توڑتا ہے اور انکو ساقط الاعتبار کرنیکا
سبب ہی یا وہ حدیثین تیسرے طبقہ مین بہی ظاہر
نہوئین - اسکے بعد جب اہل حدیث نے حدیث

* یہہ مباحثہ بتفصیل تمام طبقات کبری سبکی سے اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۲ مین منقول ہی طالب تفصیل اس پرچہ کا مطالعہ کرے -

وسنتهم التي لا اختلاف لهم فيها
وذلك قادح في الحديث وعلة مسقطة
له او لم تظهر في الثالثة وانما ظهر بعد
ذلك عند ما امعن اهل الحديث في
جمع طرق الحديث ورحلوا الى اقطار
الارض وبحثوا عن حملة العلم فكثر
من الاحاديث ما لا يرويه من الصحابة
الا رجل او رجلان ولا يرويه عنه
او عنهما الا رجل ورجلان وهلم
جرا فخفي على اهل الفقه وظهر في عصر
الحفاظ - × × × فبين الشافعي ان
العلماء من الصحابة والتابعين لم يزل
شانهم انهم يطلبون الحديث في
المسئلة فاذا لم يجدوا تمسكوا بنوع اخر
من الاستدلال ثم اذا ظهر عليهم
الحديث بعد رجعوا من اجتهادهم
الى الحديث فاذا كان الامر على ذلك
لا يكون عدم تمسكهم بالحديث قدحا
فيه اللهم الا اذا بينوا العلة القادحة مثاله حديث القلتين
لم يظهر الحديث في عصر سعيد بن المسيب ولا

کو خوب جمع کیا اور اطراف زمین مین تلاش
احادیث کے لئے سفر کیا اور حاملین علم احادیث
سے حدیث کو ٹٹولا تب وہ حدیثین ظاہر ہوئین
پہر تو وہ حدیثین جو صحابہ مین ایک یا دو شخص
روایت کرتے اور ان سے ایک یا دو تابعی پچھلی
زمانہ مین بکثرت ہوگئین اہل فقہ (طبقہ تابعین)
پر وہ حدیثین مخفی رہی تہین - مگر زمانہ حفاظ
حدیث مین ظاہر ہوگئین - امام شافعی
نے (ان احادیث پر عمل نہ کرنیوالون کے جواب
مین) بیان کیا ہے کہ علماء صحابہ و تابعین نے
ہمیشہ حدیث کو طلب و تلاش کیا جب ان کو
حدیث نہ ملی تو اونہون نے اور وجہ سے
استدلال کیا پہر جب ان پر حدیث ظاہر
ہوئی تو اونہون نے اپنے اجتہاد کو چہوڑ دیا -
اور حدیث کو لیلیا جب حدیث پر عمل نہ کرنیکی
یہہ وجہ (نامعلومی حدیث) ہے تو پہر ان کا کسی
حدیث سے تمسک نکرنا اس حدیث کی صحت کو
کیونکر توڑ سکتا ہے اسکی مثال حدیث قلتین* ہے
سعید ابن مسیب و زہری وغیرہ تابعین کیوقت
مین اہل فتوی لوگون سے ظاہر نہ ہوئی اسلئے

* جسمین یہ حکم ہے کہ جب پانی بقدر دو مشکے کے ہوجاوے تو اسکو کوئی چیز نجس نہین کرتی -

في عصر الزهري ولم يمش عليه المالكية ولا الحنفية فلم يعملوا به وعمل به الشافعي وكحديث خيار المجلس۔

مالکیہ اور حنفیہ نے اسپر عمل نکیا اور اسکی بعد ظاہر ہوئی تو امام شافعی نے اسپر عمل کیا۔ ایسی ہی حدیث خیار* مجلس ہے

ومنها ان اقوال الصحابة جمعت في عصر الشافعي فتكثرت واختلفت وتشعبت ورأى كثيرا منها يخالف الحديث الصحيح حيث لم يبلغهم ورأى السلف لم يزالوا يرجعون في مثل ذلك الى الحديث فترك التمسك باقوالهم ما لم يتفقوا وقال هم رجال ونحن رجال۔

ازانجملہ یہہ کہ اقوال صحابہ (جنسی امام ابوحنیفہ وامام مالک تمسک کرتے ہین) امام شافعی کے وقت بکثرت جمع ہوئے اور باہم مختلف معلوم ہوئی اور اکثر احادیث صحیحہ کے (جو اُن صحابہ کو نہ پہنچی تہین) مخالف نظر آئے۔ اور یہہ بہی امام شافعی نے دیکہا کہ سلف (اصحاب وتابعین) اپنی اقوال سے جب مخالف سنت ہون رجوع کر لیا کرتے تہے تو انہون نے اقوال صحابہ سی جو اتفاقی نہ ہون تمسک کرنا چہوڑ دیا اور صاف فرمایا **هم رجال ونحن رجال** یعنی وہ بہی آدمی تہے جو فکر و رائی سے بات کہتی پہر ان باتون سی خطا سمجہکر رجوع بہی کر لیتی اور ہم بہی ویسے ہی آدمی ہین پہر ہم اپنے جیسون کی تقلید کیون کرین۔

ومنها انه رأى قوما من الفقهاء يخلطون الرأي الذي لم يسوغه الشرع بالقياس الذي اثبته۔ ويسمونه تارة بالاستحسان فابطل هذا النوع اتم ابطال وقال من استحسن فانه اراد ان يكون شارعا

اور ازانجملہ یہہ کہ بعض لوگ قایل استحسان تہے امام شافعی نے جب دیکہا کہ شارع نے اسکا حکم نہین دیا تو اسکو باطل کیا اور فرمایا کہ جو قایل استحسان ہو وہ خود شارع بنا چاہتا ہے۔

وبالجملة لما رأى في صنيع الاوائل مثل هذه الامور اخذ الفقه من الراس فاسس الاصول

بالجملہ جب امام شافعی نے پہلون کے طریق مین ایسے امور پائی تو سرے (اصل قران وحدیث) سی فقہ کو لیا

* جسمین یہہ بیان ہے کہ جبتک بایع وخریدار آپسمین جدا نہون انکو بیع کے فسخ وبرقرار رکہنی کا اختیار ہے۔

وفرع الفروع وصنف الكتب -

اور اسکی اصول و فروع کی بنیاد کو قایم کیا اور کتابین تصنیف کین

پہر اہل حدیث و اہل رای کے باہمی اختلاف کے باب مین فرمایا ہے کہ جو علما سعید بن مسیب

باب الفرق بين اهل الحديث واصحاب الرأي

اعلم انه كان من العلماء في عصر سعيد بن المسيب وابراهيم والزهري وفي عصر مالك وسفيان وبعد ذلك قوم يكرهون الخوض بالرأي ويهابون الفتيا والاستنباط الا لضرورة لا يجدون منها بدا وكان اكبر هممهم رواية حديث رسول الله صلعم وقال معاذ بن جبل يا ايها الناس لا تعجلوا بالبلاء قبل نزوله فانه لم ينفك المسلمون ان يكون فيهم من اذا سئل سرد وقال ابن عمر لجابر بن زيد انك من فقهاء البصرة فلا تفت الا بقرآن ناطق او سنة ماضية فانك ان فعلت غير ذلك هلكت واهلكت وسئل الشعبي كيف كنتم تصنعون اذا سئلتم قال على الخبير وقعت كان اذا سئل الرجل قال لصاحبه افتهم فلا يزال حتى يرجع الى الاول - فوقع شيوع تدوين الحديث والاثر في بلدان الاسلام وكتابة الصحف والنسخ

وزہری و مالک و سفیان وغیرہ کے ہم عصر تہے وہ سب بلا ضرورت شدید قیاس و استنباط و فتوی کو پسند نہ رکہتے تہے - انکا خیال بہت اس طرف رہتا کہ جب کوئی ان سے سوال کرتا اسکی جواب مین آنحضرت کی حدیث نقل کرتے (اسکی تمثیل مین چند آثار صحابہ کی نقل کئے از انجملہ) معاذ بن جبل کا یہہ قول کہ لوگو تم بلا سے پہلے جلدی نکرو (قیاس سے فتوی نہ دو جو نزول بلا کا باعث ہو) مسلمانون مین ہمیشہ ایسے شخص رہین گے کہ جب کبہی اُن سے مسئلہ پوچہا جاوے تو اسکے جواب مین حدیث پڑہکر سناوین (از انجملہ) ابن عمر کا یہہ قول جو آپنے جابر بن زید سے کہا کہ تو بصرہ کا فقیہ اور مفتی ہے بغیر قرآن و حدیث کے کبہی فتوے نہ دیجو ورنہ خود ہلاک ہوگا اورون کو بہی ہلاک کریگا (از انجملہ) شعبی کا یہہ قول جو اُس نے کہا کہ جب کسی صحابی سے مسئلہ پوچہا جاتا تو وہ اپنے ساتہی پر حوالہ کرتا وہ اپنے ساتہی پر حوالہ کرتا یہانتک کہ اسی پہلے شخص کیطرف سوال پہر آتا - پہر احادیث کی تصنیف و تالیف شروع ہوئی اور حدیث کی کتاب جاری ہوئی اور اکثر علما ملک حجاز - شام - عراق - مصر - یمن کے

من حاجتهم لموقع عظيم خطاف من ادرك
من عظمائهم ذلك الزمان بلاد الحجاز
والشام والعراق والمصر واليمن والخراسان
وجمعوا الكتب وتتبعوا النسخ واجتمع باهتمام
اولئك من الحديث والاثار ما لم يجتمع
لاحد قبلهم وتيسر لهم ما لم تيسر لاحد
قبلهم وخلص اليهم من طرق الحديث
شئ كثير حتى كان يكثر من الاحاديث
عندهم ما لا تطرق فما فوقها فكشف بعضهم
الطرق ما استتر في بعضها الآخر وعرفوا
محل كل حديث من الغرابة والاستفاضة
وامكن لهم النظر في المتابعات والشواهد
وظهر عليهم احاديث صحيحة كثيرة لم تظهر
على اهل الفتوى من قبل - قال الشافعي
لاحمد انتم اعلم بالاخبار الصحيحة منا فاذا
كان خبر صحيح فاعلموني حتى اذهب
اليه كوفيا كان او بصريا او شاميا حكاه
ابن الهمام وذلك لانه لم من حديث صحيح
لا يرويه الا اهل بلد خاصة كافراد
الشاميين والعراقيين او اهل بيت خاصة
او كان الصحابي مقلا خاملا لم يعمل عنه

شہر دنمین پہنچے اور کتب احادیث بہم پہنچا کر تالیف
کرنے لگے پس انکی کوشش و اہتمام سے اس قدر حدیثین
جمع ہوئین جو پہلے نہ تہین اور حدیث کی اسنادین
اس قدر کثرت ہوئی کہ ایک ایک حدیث سو سو سند
سے بہم پہنچنے لگی اور حدیث کا موقع کہ وہ شاذ و نادر
ہی یا شہور انکو معلوم ہوا اور انپر بہت سی ایسی حدیثین
صحیح معلوم ہوئین جو پہلے اہل فتوی پر مخفی تہین
امام شافعی نے امام احمد سے کہا تم صحیح حدیثون کو
خوب جاننے والے ہو جب کوئی حدیث صحیح تمکو معلوم
ہو تو مجھے بتاؤ مین اسکو مذہب بناؤن گا کوفہ کی حدیث
ہو یا بصرہ کی یا شام کی یہ بات ابن ہمام نے
نقل کی ہے اور یہ بات اونہون نے اسلئے کہی تہی کہ
بہتیری حدیثین ایسی ہین جنکو بجز ایک شہر یا ایک
گہر کے لوگون کے کوئی روایت نہین کرتا یا اسکا
راوی کوئی ایسا صحابی کم روایت گوشہ نشین ہو
جس سے کم لوگون نے روایت لی ہو ایسی حدیثون
سے اکثر اہل فتوی بے خبر ہتے ہین اور انکے پاس
آثار و اقوال صحابہ و تابعین کے بہی خوب جمع ہوئے
اور پہلے لوگ اپنے ہی شہر کے لوگون اور صحبتون
کے اقوال و آثار کو جمع نہ کر سکتے تہے -
اور پہلے لوگ راویون کے نام جانتے اور انکی مراتب

الاشرذمة قليلون - فمثل هذا الاحاديث
يذهل عنها عامة اهل الفتوى واجتمعت
عندهم آثار فقهاء كل بلد من الصحابة
والتابعين وكان الرجل فيما قبلهم لا
يتمكن الا بجمع حديث بلده واصحابه وكان من
قبلهم يعتمدون في معرفة اسماء الرجال
ومراتب عدالتهم على ما يخلص اليهم من
مشاهدة الحال وتتبع القرائن وامعن هذه
الطبقة في هذا الفن وجعلوه شيئا
مستقلا بالتدوين والبحث وناظروا
في الحكم بالصحة وغيرها فانكشف عليهم
بهذا التدوين والمناظرة ما كان خافيا
وكان سفيان ووكيع وامثالهما يجتهدون
غاية الاجتهاد فلا يتمكنون من الحديث
المرفوع المتصل الا من دون الف حديث
كما ذكره ابو داؤد السجستاني في رسالته
الى اهل مكة وكان اهل هذه الطبقة
يروون اربعين الف حديث فما
يقرب منه بل صح عن البعض انه اختصر صحيحه

عدالت پہچاننے مین صرف مشاہدہ پر اعتماد کرتے جو اُنکو
ظاہر حال روات و قراین موجودہ سے حاصل ہوتا تھا
ان (پچھلے) لوگون نے اس فن مین خوب تحقیق
کی اور اسمین مستقل بحث و تالیف کی اور حدیث
کے صحیح و غیر صحیح ہونے مین خوب بحث کی اسپر
اس بحث و تالیف سے وہ امور کھل گئے جو پہلے
لوگون پر مخفی تھے سفیان وکیع وغیرہ ملے
لوگون نے بہت کوشش کی تب بھی ایک ہزار
سے کم کم مرفوع متصل حدیثین پائین جیسا کہ
ابو داود نے اپنے رسالہ مین ذکر کیا ہے اور
اس پچھلے طبقہ کے لوگ چالیس چالیس ہزار
حدیثین روایت کرتے ہین بلکہ امام بخاری سے
ثابت ہے کہ اُنہون نے اپنی کتاب کو چھ* ہزار
حدیث سے انتخاب کیا اور ابو داود نے
اپنی کتاب سنن کو پانچہزار حدیث سے اختصار کیا
امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند کو احادیث
نبویہ کے لئے میزان ٹھہرادیا ہے اور صاف فرمادیا ہے کہ جو
حدیث اسمین ہے اگرچہ ایک ہی سند سے ہو وہ اصل
کہتی ہے اور اسمین نہ ہو اسکی کوئی اصل نہین †

* اصل نسخہ جبہ اللہ الباذلین مین یہی لفظ چھ ہزار کا ہے مگر یہ کاتب کی غلطی ہے صحیح لفظ چھ لاکھ ہے چنانچہ صحیح بخاری کی شروح سے معلوم ہے - اسیطرح ابو داود کی نسبت صحیح لفظ پانچ لاکھ ہے جیسا کہ کتب شروح سے ظاہر ہے -

فكان رؤس هؤلاء عبد الرحمن بن مهدي
ويحيى بن سعيد القطان ويزيد بن هارون
وعبد الرزاق وابو بكر بن ابي شيبه
ومسدد وهناد واحمد بن حنبل واسحق
بن راهوية والفضل بن دكين وعلي
المديني واقرانهم - وهذه الطبقة
هي الطراز الاول من طبقات المحدثين
فرجع المحققون منهم بعد احكام فن
الرواية ومعرفة مراتب الاحاديث
الى الفقه فلم يكن عندهم من الراي
ان يجمع على تقليد رجل ممن مضى
مع ما يرون من الاحاديث والاثار
المناقضة في كل مذهب من تلك المذاهب
فاخذوا يتتبعون احاديث النبي صلعم
واثار الصحابة والتابعين والمجتهدين
على قواعد احكموها في نفوسهم وانا
ابينها لك في كلمات يسيرة كان عندهم
انه اذا وجد في المسئلة قران ناطق
فلا يجوز التحول منه الى غيره واذا كان
القرآن محتملاً لوجوه فالسنة قاضية
عليه فاذا لم يجدوا في كتاب الله اخذوا

اِس طبقہ کی سردار یہہ لوگ تہے عبد الرحمن بن
مہدی - یحیی ابن سعید - یزید بن ہارون -
عبد الرزاق - ابو بکر بن ابی شیبہ - مسدد
ہناد - احمد بن حنبل - اسحق بن راہویہ - فضل
بن دکین - علی مدینی وغیرہ - یہہ طبقہ محدثین کے
طبقات سی اول نشان تہے - اس طبقہ کے
محقق لوگ فن روایت کو مضبوط کرنے اور
مراتب حدیث کی پہچاننے کے بعد فقہ کیطرف
متوجہ ہوئے انکے نزدیک فقہ اِس کا
نام نہ تہا کہ کسی ایک شخص کی (جو گذر چکا ہو)
تقلید کیجاوے باوجودیکہ مذاہب متقدمین سے ہر
مذہب مین احادیث واثار متناقضہ نظر آرہے
ہین - پس وہ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ
واثار صحابہ واقوال تابعین ومجتہدین کی
بحسب قواعد ذیل تفحص کرنے لگے -
(۱) ان کا قاعدہ تہا کہ جب کسی مسئلہ
مین قرآن ناطق پاتے تو پہر اور کسی کی طرف
توجہ نہ کرتے - اور اگر قران کی معانی کا محتمل
ہوتا تو قرآن پر حدیث کو منصف سمجہتے -
(۲) جب کتاب اللہ مین کوئی حکم نہ پاتے تو
وہ حکم سنت (یعنی حدیث) سے لیتے خواہ وہ

سنة رسول الله صلعم سواء كان مستفيضا
دايرا بين الفقهاء او يكون مختصا باهل بلد
او اهل بيت او بطريق خاصة وسواء عمل
به الصحابة والفقهاء او لم يعملوا به ومتى كان
في المسلة حديث فلا يتبع فيها خلاف اثر من الاثار
ولا اجتهاد احد من المجتهدين واذا فرغوا جهدهم
في تتبع الاحاديث ولم يجدوا في المسلة
حديثا اخذوا باقوال جماعة من الصحابة والتابعين
ولا يتقيدون بقوم دون قوم ولا بلد دون
بلد كما كان يفعل من قبلهم فان اتفق
جمهور الخلفاء والفقهاء على شئ فهو المقنع
وان اختلفوا اخذوا بحديث اعلمهم واورعهم
ورعا او اكثرهم ضبطا او ما اشتهر عنهم فان
وجدوا شيئا يستوي فيه قولان فهي مسئلة
ذات قولين فان عجزوا عن ذلك ايضا تاملوا
في عمومات الكتاب والسنة وايماءاتهما و
اقتضاءاتهما وحملوا نظير المسئلة عليها في
الجواب اذا كانتا متقاربتين بادي الراي لا يعتمدون
في ذلك على قواعد من الاصول ولكن على ما يخلص
الى الفهم ويثلج به الصدر كما انه ليس ميزان
المتواتر عدد الرواة ولا حالهم ولكن

حدیث فقہا مین مشہور ہوتی خواہ کسی شہر یا لوگون
سے مخصوص ہوتی کسی صحابی یا تابعین کے نزدیک
معمول بہ ہوتی خواہ نہوتی۔ جب وہ کسی مسئلہ
مین حدیث پاتے تو پہر اثر صحابی و اجتہاد مجتہد
(جو اُسکے خلاف ہوتا) کے پیچہے نہ جاتے۔
(۳) اور جب باوجود بہت تلاش و نہایت
کوشش کے کوئی حدیث نہ پاتے تو جماعت صحابہ
و تابعین کے اقوال کو لے لیتے بلا خصوصیت
اسکے کہ وہ کسی قوم یا شہر یا گہر کے لوگ ہون
جیسا کہ انسے پہلے لوگ کیا کرتے تہے۔ پس جس امر
پر اکثر خلفا و فقہا کے اقوال متفق ہوتے اسپر
اعتماد کرتے اور کسی امر مین علماء کا اختلاف پاتے
تو انمین سے جو بڑا عالم یا متقی یا بہت ضابطہ
ہوتا اسکے قول کو اعتبار کرتے۔ اور جس مسئلہ مین
دو قول مساوی پاتے اسکو دو طرح کا مسئلہ قرار دیتے
(۴) اور اگر ایسا مسئلہ بہی نپاتے تو کتاب و سنت
کے عموم و اشارہ و اقتضا وغیرہ مین تامل کرتے
پس جو نص سے سمجہ مین آتا اسکی نظیر کو اسپر محمول
کرتے اگر دونون کو بادی الرای مین باہم ملتا
جلتا دیکہتے اسباب مین وہ قواعد اصولی پر بہروسہ
نکرتے بلکہ اپنی سمجہ اور دل کے اطمینان پر اعتماد

اليقين الذي يعقبه في قلوب الناس كما
نبهنا على ذلك في بيان حال الصحابة وكانت
هذه الاصول مستخرجة عن صنيع الاوايل و
تصريحاتهم۔

وعن ميمون بن مهران قال كان ابو بكر اذا
ورد عليه الخصم نظر في كتاب الله فان
وجد فيه ما يقضي بينهم قضى به وان
لم يكن في الكتاب وعلم من رسول الله
صلى الله عليه وسلم في ذلك الامر سنة
قضى به فان اعياه خرج فسال المسلمين
وقال اتاني كذا وكذا فهل علمتم ان رسول الله
صلعم قضى في ذلك بقضاء فربما اجتمع
اليه النفر كلهم يذكر من رسول الله صلى
الله عليه وسلم فيه قضاء فيقول ابو بكر
الحمد لله الذي جعل فينا من يحفظ على
نبينا فان اعياه ان يجد فيه سنة من رسول الله
صلعم جمع رؤس الناس وخيارهم فاستشارهم
فاذا اجتمع رايهم على امر قضى به۔

وعن شريح ان عمر بن الخطاب كتب اليه
ان جاءك شيء من كتاب الله فاقض به
ولا يلفتك عنه الرجال فان جاءك ما ليس

کرتے چنانچہ تواتر مین مدار صدق واعتبار
راویون کی کثرت اور عدالت نہین بلکہ طمانیت
ویقین قلب ہے جیسا کہ ہمنے تفصیل حال صحابہ کے
ضمن مین بیان کیا ہے یہہ قواعد انہون نے
متقدمین کی روش اور تصریحات سے نکالے تھے
میمون بن مہران نے کہا جب کوئی ابو بکر کے
پاس مقدمہ لیکر آتا تو اول کتاب اللہ مین دیکھتے
اگر اسمین اس کا حکم پاتے تو اس پر فیصلہ کرتے
اور اگر اسمین نپاتے تو پھر اگر اس باب مین رسول
اللہ سے کوئی حدیث یاد ہوتی تو اسکے موافق
فیصلہ کرتے ورنہ جماعت صحابہ سے پوچھتے کہ مجھے
اس قسم کا مقدمہ پیش آیا ہے تمکو اس باب مین
رسول اللہ صلعم کا کوئی فیصلہ یاد ہے پس بسا
اوقات بہت لوگ متفق ہوکر رسول اللہ کے
فیصلہ کو بیان فرماتے تو اسپر خدا کا شکر بجا لاتے
اگر کسی کے پاس حدیث نپاتے تو سردارون
اور برگزیدہ لوگون کو جمع کرکے مشورہ چاہتے
پس جس امر پر اتفاق رای پاتے اسکے موافق فیصلہ
فرماتے۔ اور حضرت عمر نے شریح کیطرف لکھا
اگر تیرے پاس ایسا مقدمہ آوے جسکا حکم کتاب اللہ
مین ہو تو اسکے موافق حکم دے کوئی تجھے اس سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فی کتاب اللہ ولم یکن فیہ سنۃ رسول اللہ صلعم فانظر ما اجتمع علیہ الناس فخذ بہ فان جاءک ما لیس فی کتاب اللہ ولم یکن فیہ سنۃ رسول اللہ صلعم ولم یتکلم فیہ احد قبلک فاختر ای الامرین شئت ان تجتہد برائک ثم تقدم فتقدم وان شئت ان تتاخر فتاخر ولا اری التاخیر الا خیرا لک - وعن عبد اللہ بن مسعود قال اتی علینا زمان لسنا نقضی ولسنا ھنالک وان اللہ قد قدر من الامر ان قد بلغنا ما ترون فمن عرض لہ قضاء بعد الیوم فلیقض فیہ بما فی کتاب اللہ عزوجل فان جاءہ ما لیس فی کتاب اللہ فلیقض بما قضی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان جاءہ ما لیس فی کتاب اللہ ولم یقض بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلیقض بما قضی بہ الصالحون ولا یقل انی اخاف وانی اری فان الحرام بین والحلال بین وبین ذلک امور مشتبھۃ فدع ما یریبک

نہ روک لے اور جو کتاب اللہ مین نہو اسمین حدیث کے موافق فیصلہ کرے اور اگر کوئی حدیث نہ ہو تو پہر اتفاقی بات کو دیکھے پہر اکثر لوگ متفق ہون اسکو لے - اور اگر ایسی بات ہو جسمین کسی نے کچھہ نہ کہا ہو تو پہر خواہ اسکو اپنی رائے سے فیصلہ کرے خواہ اسمین ساکت رہ - اور سکوت تیرے حق مین مفید اور بہتر ہے - اور ابن مسعود نے کہا کہ پہلے ہم ایسے زمانہ مین تہے کبھی ہم فیصلہ کرنیکی ضرورت نہ پڑتی اور نہ ہم اسکے لایق تہے اب تقدیر سے یہہ وقت آپہنچا ہے جو تم دیکہتے ہو سو اب جسکو کوئی مقدمہ پیش آوے وہ کتاب اللہ کے موافق فیصلہ کرے اور جس امر کا حکم کتاب اللہ مین نہ ہو اسمین حدیث کے موافق فیصلہ کرے اور اگر حدیث بہی نہ ملے تو پہلے صالحین کے فیصلہ کے موافق کرے اور اپنی رائے و قیاس سے کچھہ نہ کہے - کیونکہ حرام ظاہر ہے اور حلال بہی ظاہر ہے اور دونون کے بیچ مین شبہ کی چیزین ہین پس جسمین شبہ ہو اسے چہوڑ دے اور جو بلا شبہ ہو اسے لے لے اور جب کوئی ابن عباس سے مسئلہ پوچہتا تو اگر آپ وہ مسئلہ قرآن مین پاتے تو بیان فرماتے اور اگر قرآن

الی ما یریبك وکان ابن عباس اذا
سئل عن الامر فان کان فی القران اخبر به
وان لم یکن فی القران وکان عن رسول الله
صلی الله علیه وسلم اخبر به وان لم یکن
فعن ابی بکر وعمر فان لم یکن قال فیه
برائه - عن ابن عباس اما تخافون ان
تعذبوا او یخسف بکم ان تقولوا قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم وقال
فلان - عن قتادة قال حدث ابن سیرین
رجلا بحدیث عن النبی صلعم فقال
الرجل قال فلان کذا وکذا فقال ابن سیرین
احدثك عن النبی صلعم وتقول قال
فلان کذا وکذا - عن الاوزاعی قال کتب
عمر بن عبد العزیز انه لا رای لاحد
فی کتاب الله وانما رای الایمة فیما لم ینزل
فیه کتاب ولم تمض فیه سنة من رسول
الله صلعم ولا رای لاحد فی سنة
سنها رسول الله صلعم - عن الاعمش
قال کان ابراهیم یقول یقوم عن یساره
فحدثته عن سمیع الزیات عن ابن عباس ان
النبی صلعم اقامه عن یمینه فاخذ به عن الشعبی جاءه

مین نپاتے تو رسول اللہ کی حدیث پڑھ سناتے
اور اگر حدیث بہی نہ ملتی تو حضرت ابو بکر یا عمر کا قول نقل
کرتے اگر یہہ بہی نپاتے تو پہر اپنی راے سے بیان
فرماتے - ابن عباس نے فرمایا ہے کہ تمہین اسمین
خوف نہین آتا جو تم کہتے ہو کہ رسول اللہ نے یہ فرمایا
اور (اسکے مخالف) فلانے کا یہہ قول ہے - قتادہ
نے کہا کہ ابن سیرین نے ایک شخص کو رسول اللہ
کی حدیث سنائی اور دوسرے نے کسیکا قول
بیان کیا تو ابن سیرین نے کہا مین تو رسول اللہ
کی حدیث سناتا ہون اور تو کہتا ہے کہ فلانی کا
یہہ قول ہے -

عمر بن عبد العزیز نے لکہا کہ جو امر کتاب اللہ مین
ہو اسمین کسی کی راے مقبول نہین اور ائمہ کی
راے اسمین مقبول ہے جسمین کتاب اللہ و سنت
رسول اللہ کا کوئی حکم نہ ہو -

اعمش نے کہا کہ ابراہیم نے یہہ مسئلہ بیان کیا کہ
مقتدی (جبکہ امام کے پیچھے تنہا ہو) امام کے بائین
طرف کہڑا ہو اور جب مینے سمیع زیات کی حدیث سنائی
کہ رسول اللہ نے ابن عباس کو اپنی داہنی طرف کہڑا
کیا تہا تو پہر اونہون نے اس حدیث کو لیلیا اور
شعبی کے پاس کوئی شخص مسئلہ پوچہنے کو آیا تہا تو

رجل يسئله عن شئ فقال كان ابن مسعود
يقول فيه كذا وكذا قال اخبرني انت برايك
فقال الا تعجبون من هذا اخبرته عن
ابن مسعود ويسالني عن رائي وديني
عندي اثر من ذلك والله لان اتغنى
بغنيمة احب الي من ان اخبرك برائي
اخرج هذه الاثار كلها الدارمي - واخرج
الترمذي عن ابي السائب قال كنا عند
وكيع فقال لرجل ممن ينظر في الراي اشعر
رسول الله صلعم ويقول ابو حنيفة
هو مثلة - قال الرجل فانه قد روي عن
ابراهيم النخعي انه قال الاشعار مثلة
قال رايت وكيعا غضب غضبا شديدا
وقال اقول لك قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم وتقول قال ابراهيم
ما احقك بان تحبس ثم لا تخرج حتى
تنزع عن قولك هذا - وعن عبد الله بن
عباس وعطا ومجاهد ومالك بن انس
انهم كانوا يقولون ما من احد الا وهو
ماخوذ من كلامه ومردود عليه الا
رسول الله صلى الله عليه وسلم

اونہون نے اسکے جواب مین قول ابن مسعود کا
سنایا اُس نے کہا کہ تم اپنی راے سے بتلاؤ تو وہ
حاضرین کو کہنے لگے کیا تم اس شخص سے متعجب
نہین ہوتے کہ مین ابن مسعود کا قول سناتا ہون
اور یہ میری راے پوچھتا ہے میرا دین میرے
اعتقاد مین اس (راے سے فتوی دینے) سے
مقدم ہے بخدا اگر مین دوسرے کے قول پر
فتوی دینے سے مستغنی رہون تو مجھے اس سے
پیارا ہے کہ اپنی راے سے کچھ کہون - یہہ تمام اثار
دارمی نے اپنی کتاب مین نقل کئے ہین اور ترمذی
نے روایت کی ہے کہ ہم وکیع کے پاس تھے جبکہ
اُس نے اہل راے مین سے ایک شخص کو کہا کہ
رسول اللہ صلعم نے اشعار کیا ہے اور ابو حنیفہ کہتے
ہین وہ مثلہ ہے (جیتے کا کان ناک کاٹنا) اس
شخص نے جواب دیا کہ ابراہیم نخعی بھی کہتے ہین کہ
اشعار مثلہ ہے تو انپر وکیع نہایت غصہ ہوے اور
فرمایا کہ مین رسول اللہ کی حدیث سناتا ہون اور
تو ابراہیم کا قول نقل کرتا ہے پس تیری سزا یہی
ہے کہ قید کیا جاوے یہانتک کہ اس قول سے باز آوے
اور ابن عباس و عطا و مجاہد و مالک بن انس وغیرہ
نے فرمایا ہے کہ سواے آنحضرت کے سبکی کلام پر مواخذہ

وبالجملة لما مهدوا الفقه على هذه القواعد
فلم تكن مسئلة من المسائل التي تكلم
فيها من قبلهم والتي وقعت في زمانهم
الا وجدوا فيها حديثا مرفوعا متصلا
او مرسلا او موقوفا صحيحا او حسنا او صالحا
للاعتبار او وجدوا اثرا من اثار الشيخين
او سائر الخلفاء او استنباطا من عموم
او ايماء او اقتضاء فيسر الله لهم العمل
بالسنة على هذا الوجه - وكان اعظمهم
شانا واوسعهم رواية واعرفهم
للحديث مرتبة واعمقهم فقها احمد
بن محمد بن حنبل واسحق بن راهوية -
وكان ترتيب الفقه على هذا الوجه يتوقف
على جمع شئ كثير من الاحاديث والاثار
حتى سئل احمد يكفي للرجل مائة الف
حديث حتى يفتي قال لا حتى قيل خمس
مائة الف حديث قال ارجو كذا في غاية
المنتهى ومراده الافتاء على هذا الاصل -
ثم انشاء الله تعالى قرنا اخر فراوا اصحابهم
قد كفوا مؤنة جمع الاحاديث وتمهيد
الفقه على اصولهم فتفرغوا لفنون اخرى

مواخذہ ہو سکتا ہے اور ہر کسی کا قول رد ہو سکتا ہے
حاصل یہہ کہ جب اونہون نے فقہ کو ایسے قواعد پر
بنایا تو ہر مسئلہ مین جو انسے پہلے یا انکے زمانہ مین کہا گیا
ہو کوئی حدیث مرفوع متصل یا موقوف صحیح یا حسن یا ضعیف
آسان ہو گیا - ان لوگون مین سے عظیم الشان و
کثیر الروایۃ اور بڑے محدث و فقیہ احمد بن حنبل و
اسحق بن راہویہ تہے -
اور اس طور فقہ بنانا بہت سی جمعیت احادیث و آثار
پر موقوف ہے یہانتک کہ امام احمد بن حنبل سے کسی نے
پوچہا کہ فتوی دینے کے لیے انسان کو ایک لاکہہ
حدیث کافی ہے؟ آپنے فرمایا نہین ہے اخر کہا گیا
کہ پانچ لاکہہ حدیث کافی ہے - آپ بولے ہان امید
کرتا ہون - ایسا ہی غایۃ المنتہی (کتاب کا نام ہے)
مین بیان کیا ہے - اس سے آپکی مراد ان اصول و قواعد
کے موافق فتوی دینا ہے جنکا بیان اوپر ہو چکا ہے
ان کے بعد خدا تعالی نے اور (محدث)
لوگون کو پیدا کیا - اونہون نے دیکہا کہ ہمسے پہلے
محدثون نے حدیث کو جمع کر دیا ہے اور قواعد اہلحدیث
کے موافق فقہ کی بنا بہی قایم کر دی ہے تو انہون
نے اور علوم حدیث کے لئے فارغ ہو کر اہتمام کیا
جیسے حدیث صحیح کو جس پر اکابر اہلحدیث (امثال یزید

الاقوال عمل بالشیخین وغیرہ - خلفاء کا اثر یا کسی مجتہد یا قاضی کا فیصلہ یا عموم و ایماء نص کا استنباط (غرض کچہہ کچہہ) انکو ملجاتا تہا اسوجہ سے انکو حدیث پر عمل کرنا ۱۲

كتمييز الحديث الصحيح المجمع عليه بين
كبراء اهل الحديث كيزيد بن هارون
ويحيى بن سعيد القطان واحمد واسحق
واضرابهم وكجمع احاديث الفقه التي
بنى عليها فقهاء الامصار وعلماء
البلدان مذاهبهم وكالحكم على كل
حديث بما يستحقه وكالشاذة والفاذة
من الاحاديث التي لم يرووها او
طرقها التي لم يخرجوا من جهتها الاوايل
مما فيه اتصال او علو سند او رواية
فقيه عن فقيه او حافظ عن حافظ ونحو
ذلك من المطالب العلمية - وهؤلاء هم
البخاري ومسلم وابو داؤد وعبد بن حميد
والدارمي وابن ماجة وابو يعلى والترمذي
والنسائي والدارقطني والحاكم والبيهقي
والخطيب والديلمي وابن عبد البر وامثالهم
وكان اوسعهم علما عندي وانفعهم
تصنيفا واشهرهم ذكرا رجال اربعة
متقاربون في العصر اولهم ابو عبد الله
البخاري وكان غرضه تجريد الاحاديث
الصحاح المستفيضة المتصلة من غيرها

بن ہارون ویحیی بن سعید واحمد بن حنبل واسحاق
بن راہویہ) کا اتفاق ہو غیر سے علیحدہ ومتمیز کرنا
اور ان احکامی وفقہی احادیث کو جن پر مجتہدین
وفقہاے بلاد نے اپنے مذہب کی بنا قایم کی ہے
اکٹھا کرنا اور ہر ایک حدیث پر اسکے موافق حکم لگانا
اور شاذ ونادر حدیثون کو جنکو پہلون نے روایت
نہین کیا یا انکی خاص اسنادون سے تعرض نہین
کیا۔ اور انمین اتصال یا علو اسناد یا فقیہ کی فقیہ
سے یا حافظ الحدیث کی حافظ الحدیث سے روایت
پائی جاتی ہے یا ایسی ہی اور علمی مطالب انکو بیان
کرنا۔

وہ لوگ یہہ ائمہ ہین بخاری۔ مسلم۔ ابوداؤد
عبید بن حمید۔ دارمی۔ ابن ماجہ۔ ابو یعلی۔ ترمذی
نسائی۔ دارقطنی۔ حاکم۔ بیہقی۔ خطیب (البغدادی)
دیلمی۔ ابن عبد البر اور ان کے امثال واقران
ان سب مین سے ہمارے خیال مین بڑے
وسیع العلم اور تصنیف سے خلایق کو نفع رسان اور
مشہور چار شخص ہین جو باہم قریب زمانہ تہے۔
اول امام ابو عبد اللہ بخاری ان کا مقصود
صحیح احادیث کو جو مشہور اور متصل اسانید ہون
اور اقسام سے چہانٹنا اور ان سے فقہ وسیرت

واستنباط الفقه والسيرة والتفسير منها فصنف جامع الصحيح دونى بما شرط -

وبلغنا ان رجلا من الصالحين رای رسول الله صلعم في منامه وهو يقول مالك اشتغلت بفقه محمد بن ادريس وتركت كتابی قال يا رسول الله وما كتابك قال الصحيح البخاری ولعمری انه نال من الشهرة والقبول درجة لا تنال فوقها -

وثانيهم مسلم النيشابوری توخى تجريد الصحاح المجمع عليها بين المحدثين المتصلة المرفوعة مما يستنبط منه السنة واراد تقريبها الى الاذهان وتسهيل الاستنباط منها فرتب ترتيبا جيدا وجمع طرق كل حديث فی موضع واحد ليتضح اختلاف المتون وتشعب الاسانيد اصرح ما يكون وجمع بين المختلفات فيما يدع لمن له معرفة لسان العرب عذرا فی الاعراض عن السنة الى غيرها -

وتفسیر کو استنباط کرنا - پس اونہون نے اس مدعا کے لئے اپنی کتاب جامع صحیح (مشہور صحیح بخاری) بنائی اور اسمین اپنی وہ شرط پوری کر دکھائی -

ہمکو خبر ملی ہے کہ ایک نیک آدمی نے آنحضرت کو خواب مین دیکھا تو آنحضرت نے فرمایا تجھکو کیا ہوا ہے تو محمد بن ادریس (امام شافعی) کی فقہ سے مشغول ہے اور میری کتاب کو چھوڑ رہا ہے اُس نے عرض کی یارسول اللہ صلعم آپکی کتاب کون سی ہے آپ نے فرمایا یہ ہی کتاب صحیح بخاری ہے - مجھکو اپنی عمر (دینے والے) کی قسم ہے صحیح بخاری نے وہ شہرت و قبولیت پائی ہے جس سے فوقیت ناممکن ہے -

دوسرے (امام) مسلم نیشاپوری ہین انہون نے اتفاقی صحیح حدیثون کو (جو متصل و مرفوع ہین اور انسے احکام استنباط کئے جاتے ہین) چھانٹنے کا قصد کیا اور اس احادیث کا قریب الفہم کرنا اور ایسے استنباط مسایل کا آسان کر دینا چاہا پس اپنی کتاب کو عمدہ ترتیب سے مرتب کیا اور ہر حدیث کی جیسی اس دون کو ایک جگہ جمع کیا تاکہ اس سے متون احادیث کا اختلاف اور انکی سندون کا تعدد صاف

طور پر معلوم ہو اور مختلف حدیثونکو باہم موافق کر دیا تاکہ جسکو محاورہ عرب سے واقفیت ہو سکو حدیث سے دوسرے لطائف

وثالثهم ابو داؤد السجستاني وكان
همته جمع الاحاديث التي استدل بها
الفقهاء ودارت فيهم وبني عليها الاحكام علماء
الامصار فصنف سننه وجمع فيها الصحيح
والحسن واللين والصالح للعمل قال
ابو داؤد ما ذكرت في كتابي حديثا
اجمع الناس على تركه وما كان منها
ضعيف صرح بضعفه وما كان فيه
علة بينها بوجه يعرفه الخايض في
هذا الشان -

وترجم على كل حديث بما قد استنبط
منه عالم وذهب اليه ذاهب و
لذالك صرح الغزالي وغيره بان
كتابه كاف للمجتهد -

ورابعهم ابو عيسى الترمذي وكانه
استحسن طريقة الشيخين حيث بينا
وما ابهما وطريقة ابي داؤد حيث جمع
كل ما ذهب اليه ذاهب فجمع كلتا الطريقتين
وزاد عليهما بيان مذاهب الصحابة والتابعين

تیسری (امام) **ابو داؤد السجستانی** انکا قصد
یہ تہا کہ ان احادیث کو جنسے فقہاء نے استدلال کیا ہے
اور وہ انہین دایر وسائر ہین اور ان پر علماء دیار
نے احکام کی بنا ڈالی ہے یکجا کر دین پس انہون
نے اپنی کتاب سنن (ابو داؤد) تصنیف کی اور
اسمین (ہر قسم کی حدیثین) صحیح حسن ضعیف
(جو عمل کے لایق ہو) جمع کر دین - اور ابو داؤد نے
کہا ہے کہ مینے اپنی کتاب مین ایسی حدیث کوئی
وارد نہین کی جسکی متروک العمل (وضعیف) ہونے
پر سبکا اتفاق ہو اور ان احادیث کو جو ضعیف
ہین ضعیف بتا دیا ہے اور جسمین کوئی علت قادح
صحت ہے اسکو ایسے طور سے بیان کر دیا ہے جسکو
اس فن مین غور کرنیوالے پہچانتے ہین ہر حدیث
کا ترجمۃ الباب وہ مسئلہ مقرر کیا ہے جو کسی نہ کسی نے
اس حدیث سے استنباط کیا ہے اور کسی نہ کسی کا وہ مذہب ہے
اسی نظر سے امام غزالی نے فرمایا ہے کہ اسکی کتاب
مجتہد کے لئے کافی ہے -

چوتھے (امام) ابو عیسی **ترمذی** اونہون نے
شیخین (امام بخاری و امام مسلم) کے طریق کو پسند
واختیار کیا کہ جو کچھ وارد کیا اسکا حال بیان کر دیا مبہم نچھوڑا اور طریق ابو داؤد کو بھی لیلیا کہ ہر مسئلہ اور ہر
حدیث کو جسکا کوئی قایل و متمسک ہوا ہے جمع کر دیا اس طرف پر یہ طرہ بڑہا دیا کہ مذہب صحابہ و تابعین

وفقهاء الامصار فجمع كتابا جامعا واختصر
طرق الحديث احتصار الطيفا فذكر وجله
وادى الى ماعداه وبين امر كل حديث
من انه صحيح او حسن او ضعيف او منكر
وبين وجه الضعف ليكون الطالب على
بصيرة من امره فيعرف ما يصلح للاعتماد
عما دونه وذكر انه مستفيض او غريب
وذكر مذاهب الصحابة وفقهاء الامصار
وسمى من يحتاج الى التسمية وكنى من يحتاج
الى الكنية ولم يدع شيئا لمن هو من
رجال العلم ولذلك يقال انه كاف
للمجتهد مغنى للمقلد -

اور مجتہدین کو بھی ذکر کر دیا۔ پس کتاب جامع تھی
تسہیل کی اسمین احادیث کی سندون کو اختصار
دار دکیا ایک اسناد کو پورا بیان کر دیا باقی کو ختم
واشارۃً اور ہر حدیث کا حال بیان کر دیا کہ وہ
صحیح ہے یا حسن یا ضعیف ہی یا منکر اور وجہ ضعف
کو بھی ساتھ ہی بیان کر دیا تاکہ طالب حدیث کو
بصیرت حاصل ہو اور وہ لایق اعتبار کو غیر لایق
تمیز کرے اور جس راوی کے نام جاننے کی ضرورت
تھی انکا نام بتا دیا جسکی کنیت جاننے کی حاجت
تھی اسکی کنیت بتا دی اور کسیطرح خفا اہل علم
کے لئے باقی نہ رہنے دیا اسی نظر سے اس کتاب کو
حق مین کہا گیا ہے کہ وہ مجتہد کے لئے کافی ہے
اور مقلد کے لئے تقلید نیز سے مغنی (بے پرواہ کرنیوالی)۔

وكان بازاء هؤلاء في عصرهما لك وسفيان
وبعدهم قوم لا يكرهون للمسائل ولا
يهابون الفتيا ويقولون على الفقه بناء
الدين فلا بد من اشاعته ويهابون رواية
حديث رسول الله صلعم والرفع اليه حتى
قال الشعبي على من دون النبي صلعم اهب
اليهما ان كان فيه زيادة او نقصان كان
على من دون النبي صلى الله عليه وسلم

اور ان لوگون کے مقابلہ مین امام مالک اور سفیان
کے زمانہ مین اور ان کے پیچھے ایسے لوگ بھی ہوئے
ہین جو (استنباط و اجتہادی) مسایل بتانے اور فتوی
دینے سے نہ ڈرتے اور یہ خیال کرتے کہ دین کی بنا
فقہ (و اجتہاد) پر ہی اسکی اشاعت ضرور چاہیئے اور
آنحضرت سے حدیث روایت کرنیسے ڈرتے شعبی کا قول
ہے کہ آنحضرت سے اور کسی دوسرے کا قول بیان کرنا
پسند ہی کیونکہ اسمین کمی بیشی ہی ہو جاوے تو سہی اور دلی

وقال ابراهيم اقوال اذا سئل عبد الله وقال علقمة احب الينا - وكان ابن مسعود اذا حدث عن رسول الله تربد وجهه وقال هكذا او نحو هكذا او نحوه

وقال عمر حين بعث رهطا من الانصار الى الكوفة انكم تاتون الكوفة فتاتون قوما لهم ازيز بالقرآن فيأتونكم فيقولون قدم اصحاب محمد صلعم قدم اصحاب محمد فيأتونكم فيسألونكم عن الحديث فاقلوا الرواية عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

قال ابن عون كان الشعبي اذا جاءه شيء اتقى وكان ابراهيم يقول ويقول اخرج هذه الآثار الدارمي -

فوقع تدوين الحديث والفقه والمسائل من حاجتهم بموقع من وجه آخر وذلك انه لم يكن عندهم من الاحاديث والآثار ما يقيده بها على استنباط الفقه على الاصول التي اختارها اهل الحديث ولم تنشرح صدورهم للنظر في اقوال علماء البلدان وجمعها والبحث عنها وانهموا انفسهم في ذلك وكانوا

ابراہیم کا قول ہے کہ میں جواب مسایل میں صرف یہ کہدوں کہ عبداللہ نے یوں کہا ہے تو مجھے بہت پسند ہے - اور ابن مسعود جب بیٹ آنحضرت سے روایت کرتے آپکا چہرہ (کسی بیشی ہوجانیکے خوف سے) متغیر ہوجاتا اور یہ کہتے کہ آنحضرت نے ایسا فرمایا ہے یا مثل اسکے اور کچھ - حضرت عمر نے جب ایک جماعت انصار کو کوفہ میں بھیجا تو انکو فرمادیا کہ تم کوفہ پہنچوگے تو لوگ تمہارا آنا سنکر تمہارے پاس آوینگے اور آنحضرت کی حدیثیں پوچھینگے پس آنحضرت سے روایت حدیث کم کرنا - ابن عون نے کہا ہے جب شعبی کے پاس کوئی سوال آتا تو وہ ڈر جاتے اور اسکے جواب میں یوں کہتے کہ ابراہیم کا اسمیں یہ قول ہے ان سب آثار کو دارمی نے روایت کیا ہے

پس حدیث اور فقہ اور مسایل کی تصنیف انکی حاجت کے موافق اور طور سے ہوئی جسکا بیان یہ ہے کہ ان کے پاس احادیث و آثار تو اس قدر نہ تھے جس سے وہ احادیث کے اصول پر استنباط مسایل فقہ کرسکتے اور علماء کے اقوال میں نظر اور بحث کرنی انہوں نے پسند نہ کی اس امر میں

نہ: یعنی سن کر سمجھ کر جو میک یا سنوکر روایت کرنا جو وہ میں آوے کہدینا -

في ائمتهم انهم في الدرجة العليا من التحقيق
وكان قلوبهم اميل شيء الى اصحابهم كما
قال علقمة هل احد منهم اثبت من عبد الله
وقال ابو حنيفة ابراهيم افقه من سالم
ولولا فضل الصحبة لقلت علقمة افقه من
ابن عمر وكان عندهم من الفطانة و
الحدس وسرعة انتقال الذهن من شيء
الى شيء ما يقدرون به على تخريج جواب
المسائل على اقوال اصحابهم وكل
ميسر لما خلق له وكل حزب بما لديهم
فرحون - فمهدوا الفقه على قاعدة
التخريج وذلك ان يحفظ كل احد كتاب
من هو لسان اصحابه واعرفهم باقوال
القوم واصحهم نظرا في الترجيح فيتامل
في كل مسئلة وجه الحكم فكلما سئل
عن شيء او احتاج الى شيء راى فيما يحفظ
من تصريحات اصحابه فان وجد الجواب
فبها والا نظر الى عموم كلامهم فاجراه
على هذه الصورة او اشارة ضمنية

وہ اپنی نسبت بدگمان رہے اور اپنے آپ کو اس امر
کے لایق نہ سمجھے اور اپنے ائمہ کے حق مین یہ اعتقاد
رکھتے تھے کہ وہ بڑے عالی رتبہ تحقیق پر تھے
اور انکے دل انکی طرف بہت مائل تھے چنانچہ
علقمہ نے کہا ہے کہ کیا ابن مسعود سے کوئی زیادہ
مضبوط ہے۔ ایسا ہی ابو حنیفہ نے ابراہیم
اور علقمہ کے حق مین کہا ہے کہ وہ بڑے سمجھدار تھے
ہان انمین سمجھ اور تیزی طبع اور سرعت انتقال
ذہنی اس قدر تھی کہ وہ اس سے اپنے امامون
کے اقوال سے جواب مسایل نکال لیتے تھے پس
انہون نے اس قاعدہ تخریج (بات سے بات نکالنے)
سے فقہ کی بنیاد جمائی **تخریج کی صورت**
یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کی جو اقوال و مذاہب ائمہ
سے خوب واقف ہو کتاب کو یاد کرے اور ہر مسئلہ
میں حکم کی وجہ سوچ رکھے پس جب کسی سے کوئی مسئلہ پوچھا
تو اگر اس کتاب مین ائمہ کا صریح قول پایا تو اسکو
جواب مین پڑھ سنایا۔ نہین تو کسی قول کے
عموم کو دیکھا اسمین وہ مسئلہ داخل سمجھا تو اسپر
وہ حکم جاری کیا اور اگر اس قول مین کوئی اشارہ

* یہ تمثیل بنا بر تسلیم مشہور ہے اور درحقیقت یہ قول حضرت امام ابو حنیفہ سے بسند صحیح ثابت نہین
چنانچہ ہمارے ضمیمہ اخبار سیر ہند ۷۵ مین اسکی پوری تفصیل ہو چکی ہے اسی نظر سے ہمنے اس قول کا ترجمہ نہین کیا۔

لكلامه فاستنبط منها وربما كان لبعض
الكلام ايماء او اقتضاء يفهم المقصود
وربما كان للمسئلة المصرح بها نظير
يعمل عليها وربما نظروا في علة الحكم
المصرح به بالتخريج او باليسر والحذف
فادار واحكمه على غير المصرح به وربما
كان له كلامان لو اجتمعا على هيئة القياس
الاقتراني او الشرطي انتجا جواب المسئلة
وربما كان في كلامهم ما هو معلوم
بالمثال والقسمة غير معلوم بالحد الجامع
المانع فيرجعون الى اهل اللسان ويتكلفون
في تحصيل ذاتياته وترتيب حد جامع مانع له وضبط
مبهمه وتمييز مشكله وربما كان كلامهم
محتملا لوجهين فينظرون في ترجيح احد
المحتملين وربما يكون تقريب الدلائل
خفيا فيبينون ذلك وربما استدل بعض
المخرجين من فعل ائمتهم وسكوتهم
ونحو ذلك فهذا هو التخريج ويقال له القول
المخرج لفلان كذا ويقال على مذهب
فلان او على اصل فلان او على قول
فلان جواب المسئلة كذا وكذا ويقال

پایا تو اس سے مسئلہ نکال لیا اور بعض اقوال
مین کچھ اقتضاء و ایماء بھی پائی جاتی ہے جس سے
مطلب کا سمجھنا ممکن ہوتا ہے اور بعض مسائل
کی نظیر ملجاتی ہے جسپر وہ مسئلہ محمول ہوسکتا ہے
اور کبھی علماء ائمہ کسی صریح حکم سے علت نکالتے
ہین اور اسپر اسکی نظیر کو قیاس کرتے ہین۔ اور
بعضے اماموں کے ایسے دو قول پائے جاتے ہین
جنکو بطور قیاس اقترانی یا شرطی کے ملانے
سے جواب مسئلہ پیدا ہوجاتا ہے۔ اور کبھی مجتہد کی
کلام مین ایسی باتین پائی جاتی ہین جو بطور مثال
معلوم ہوتی ہین انکی پوری حقیقت و تعریف
مذکور نہین ہوتی۔ پس اس مجتہد کے پیرو علماء
ان باتون کے جاننے مین محاورہ اہل زبان
کی طرف رجوع کرکے اپنی طرف سے بہ تکلف
انکی حدین و تعریفین مقرر کرتے ہین اور ان
مثالون کو قواعد کلیہ بنا دیتے ہین اور کبھی انکے
اقوال دو معنی کے محتمل ہوتے ہین تو وہ لوگ
ایک معنی کو ترجیح دیتے ہین کبھی ان کے دلائل
کا بیان و سیاق خفی ہوتا ہے تو وہ اسکو واضح
کردیتے ہین اور بعض اوقات تخریج کرنیوالے
اپنے اماموں کے فعل و سکوت سے کوئی بات نکال لیتے ہین

لهؤلاء المجتهدون في المذهب عنى هذا الاجتهاد على هذا الاصل من قال من حفظ المبسوط كان مجتهدا اى وان لم يكن له علم بباية اصلا واجتهد في كل مذهب كثر فاما وقع التخريج في كل مذهب كثر فاما مذهب كان اصحابه مشهورين ومدوّن الهم القضاء والافتاء واشتهر بين الناس في الناس وروسوا درسا ظاهرا انتشرا في اقطار الارض ولم يزل ينتشر كل يوم واى مذهب كان اصحابه خاملين ولم يولوا القضاء والافتاء ولم يرغب فيهم الناس اندرس بعد حين۔

یہ تخریج سے نقل کا نام ہے اور اسباب کو جو نکالی جاتی ہے۔ قول مخرج (نکالی ہوئی بات) کہا جاتا ہے اور اسکا مجتہد بھی کہا جاتا ہے کہ یہ بات فلانے مجتہد کے مذہب یا قول یا اصول سے نکالی ہوئی ہے اور ان لوگون کو جو ایسی بات نکالتے ہین مجتہد فی المذہب کہا جاتا ہے اسی طور پر اجتہاد کرنا اس شخص کے قول میں مراد ہے جسنے کہا ہے کہ جس نے کتاب مبسوط یاد کرلی وہ مجتہد ہے۔ یعنی اگرچہ اسکو ایک روایت حدیث کا بھی علم نہ ہو۔ اس طور سے تخریج سب مذاہب مین ہوچکی ہے پس جس مذہب کے لوگ مشہور ہوئے اور قضا و فتوی ان کے سپرد ہوے اور انکی تصنیفین لوگون میں مشہور ہوئین وہ مذاہب اطراف زمین مین پہیل گئے اور جس مذہب کے لوگ گوشہ نشین و گمنام ہوئے نہ کہین کے قاضی ہوئے نہ مفتی بنے اور لوگ ان کی طرف راغب نہوے وہ مذاہب ایک زمانہ کے بعد بے نشان ہوگئے۔

---

* یہی ایک اصطلاح ہے اور جو ابن کمال پاشاہ فی مجتہدین کے سات طبقہ ٹھہرائے ہین اور ان مجتہد فی المذاہب کو دوسرے طبقہ مین اور اہل تخریج کو چوتھے طبقہ مین شمار کیا ہے اور ہر ایک کو جداگانہ منصب دیا ہے وہ خاص اسکی اصطلاح ہے جسمین کوئی ایمہ سلف سے اسکا پیشو نہین ہے علامہ **ہارون حنفی** نے کتاب **ناطورہ الحق** [illegible] کا تعاقب کیا ہے اور اسکی تمام تر تنقید کے ساتھ تردید کیا ہے ہو بعینہ اس رسالہ مبارکہ فضلاء من [illegible] ہارون کا تعاقب کیا ہے اور ابن کمال پاشا کی تقسیم و تجویز کو رد کردیا ہے — ایڈیٹر

پھر چوتھی صدی کی پہلی اور پچھلی لوگونکی بیانکات ہین فرمایا ہے۔ جان لے کہ

باب حکایۃ حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ وبعدھا۔

اعلم ان الناس کانوا قبل المائۃ الرابعۃ غیر مجتمعین علی التقلید الخالص لمذھب واحدٍ بعینہ۔ قال ابو طالب المکی فی قوت القلوب ان الکتب والمجموعات محدثۃ والقول بمقالات الناس والفتیا بمذھب الواحد من الناس والاعتماد علی قولہ والحکایۃ لہ من کل شئ والتفقہ علی مذھبہ لم یکن الناس قدیما علی ذلک فی القرنین الاول والثانی انتھی۔ اقول وبعد القرنین حدث فیھم شئ من التخریج غیر ان اھل المائۃ الرابعۃ لم یکونوا مجتمعین علی التقلید الخالص علی مذھب واحد والتفقہ لہ والحکایۃ لقولہ کما یظھر من التتبع۔ بل کان فیھم العلماء والعامۃ۔ وکان من خبر العامۃ انھم کانوا فی المسائل الاجماعیۃ التی لا اختلاف فیھا بین المسلمین او جمھور المجتھدین لا یقلدون الا صاحب الشرع وکانوا یتعلمون صفۃ الوضوء والغسل والصلوۃ

چوتھی صدی سے پہلے لوگ کسی ایک مذہب کی تقلید محض پر متفق نہ تہے ابو طالب مکی نے (کتاب) قوت القلوب مین کہا ہے کہ کتابین اور تالیفات سب پیچھے کی نکلی ہین اور لوگون کے اقوال سے قائل ہونا اور ایک شخص کے مذہب پر فتوی دینا اور ہر امر مین اسی کے قول کو تہام رکہنا اور نقل کرنا اور اسی کے مذہب پر اجتہاد کرنا اسپر قدیمی لوگ پہلی اور دوسری زمانہ کے نہ تہے۔ مین (مصنف حجۃ اللہ) کہتا ہون کہ ان زمانون کے بعد کچہہ کچہہ تخریج شروع ہوئی۔ پہر چوتھی صدی کے لوگ کسی ایک مذہب کی تقلید محض اور اسی کے مذہب پر اجتہاد کرنے اور اسی کی کلام کو نقل کر دینے پر نہ تہے چنانچہ انکی حالات ٹٹولنے سے معلوم ہوتا ہے بلکہ ان مین دو قسم کے لوگ تہے (خاص) علماء اور عام لوگ عام لوگون کا تو یہہ حال تہا کہ وہ ان مسایل اتفاقیہ مین (جنمین تمام مسلمانون یا جمہور مجتہدون کا اختلاف نہین) تو بجز صاحب شریعت (آنحضرت صلعم) کسی کی تقلید نہ کرتے وہ وضوء وغسل ونماز وزکوۃ وغیرہ اپنے بزرگون یا استادون سے سیکہتے اور اسپر چلتے۔ اور جب انکو کوئی (اور) واقعہ پیش آتا تو اسمین جس مفتی کو پاتے فتوی پوچہہ

والزكوة ونحو ذلك من ابائهم او معلمي
بلدانهم فيمشون حسب ذلك واذا وقعت
لهم واقعة استفتوا فيها اي مفتي وجدوا
من غير تعيين مذهب وكان من خبر
الخاصة انه كان اهل الحديث منهم
يشتغلون بالحديث فيخلص اليهم من
احاديث النبي صلعم واثار الصحابة ما لا
يحتاجون معه الى شئ اخر في المسئلة من حديث
مستفيض او صحيح قد عمل به بعض الفقهاء
ولا عذر لتارك العمل به او اقوال متظاهرة
لجمهور الصحابة والتابعين مما لا يحسن
مخالفتها فان لم يجد في المسئلة ما يطمئن
به قلبه لتعارض النقل وعدم وضوح
الترجيح ونحو ذلك رجع الى كلام بعض
من مضى من الفقهاء فان وجد قولين
اختار اوثقهما سواء كان من اهل المدينة
او من اهل الكوفة - وكان اهل التخريج
منهم يخرجون فيما لا يجدونه مصرحا
ويجتهدون في المذهب وكان هؤلاء

لیتے بجز اسکے کہ کوئی مذہب خاص معین کرتے
اور خاص علماء کا یہہ حال تہا کہ انہین اہلحدیث
تو حدیث سے مشغول رہتے - پس انکو احادیث نبویہ
و آثار صحابہ اس قدر پہنچ جاتے جنکے ہوتے وہ کسی
مسئلہ مین کسی اور قول و اجتہادی بات کے محتاج
نہوتے یا انکو اقوال جمہور صحابہ و تابعین ایکدوسرے
کے موید جنکی مخالفت پسندیدہ نہو پہنچ جاتے اور اگر
کسی مسئلہ مین ایسی حدیث یا اثر نہ پاتے تو بعض مجتہدین
سابق کے اقوال کیطرف مراجعت فرماتے - اور
اگر اقوال مجتہدین مین بہی اختلاف پاتے تو انمین
جس قول کو زیادہ مضبوط دیکہتے عمل مین لاتے - اہل مدینہ
کا ہو خواہ کوفہ کا اور اہل تخریج (بات سے بات نکالنے
والے مجتہد) جس مسئلہ مین مجتہدین کا صریح قول نہ پاتے
اسکو انکے اقوال و اشارات سے (بحسب تفصیل سابق)
نکال لیتے اور مذہب مین اجتہاد کرتے - یہہ لوگ
انہین امامون (جنکے اقوال سے تخریج مسایل کرتے ہین)
کیطرف منسوب کئے جاتے ہین کسیکو شافعی کہا جاتا ہے
کسیکو حنفی - اور اہلحدیث بہی کبہی کسی مذہب کیطرف
کثرت توافق رای کے سبب* سے منسوب کئے جاتے ہین

* یعنی نہ انکے مقلد ہو جانیکے سبب - اسبات کو وہ لوگ غور سے ملاحظہ کرین کہ جو بعض محدثین (امثال
امام بخاری) کو امام شافعی کی طرف منسوب ہونیسے انکو مقلد سمجہتے ہین -

ینسبون الی مذهب اصحابهم فیقال
فلان شافعی وفلان حنفی وکان صاحب
الحدیث ایضاً قد ینسب الی احد المذاهب
لکثرة موافقته به کالنسائی والبیهقی
ینسبان الی الشافعی وکان لا یتولی القضاء
والافتاء الا مجتهد ولا سیما الفقیه المجتهد
ثم بعد هذه القرون کان ناس اخرون
ذهبوا یمینا وشمالا وحدث فیهم امور
منها الجدل والخلاف فی علم الفقه وتفصیله
علی ما ذکره الغزالی انه لما انقرض عهد الخلفاء
الراشدین المهدیین افضت الخلافة الی
قوم تولوها بغیر استحقاق ولا استقلال
بعلم الفتاوی والاحکام فاضطروا الی
الاستعانة بالفقهاء والی استصحابهم
فی جمیع احوالهم وقد کان بقی من العلماء
من هو مستمر علی الطراز الاول والزمر
صفو الدین فکانوا اذا طلبوا هربوا
واعرضوا فرای اهل تلک الاعصار
عز العلماء واقبال الائمة علیهم مع
اعراضهم فاشرأبوا بطلب العلم توصلا
الی نیل العز ودرک الجاه فاصبح الفقها

چنانچہ نسائی اور بیہقی امام شافعی کیطرف منسوب تھے
اسوقت قاضی ومفتی بجز مجتہد کوئی نہ ہوتا اور نہ
غیر مجتہد کوئی فقیہ کہلاتا - ان زمانون کے بعد ایسے
لوگ ہوئے جو داہنی بائین چل نکلے اور انمین کئی امریدا
ہوگئے -

از انجملہ علم فقہ مین بیہودگی اور اختلاف اسکی
تفصیل یہ ہی جو امام غزالی نے بیان کی ہے کہ جب خلفا
راشدین کا زمانہ گذر گیا اور خلافت ایسے لوگونمین
پہنچی جو بلا استحقاق خلافت خلیفہ بنگئے - اور وہ علم
فتاوی واحکام سے واقف نہ تھے اسلئے وہ فقہا کو
اپنے پاس رکھنے کے محتاج ہوئے - اور علماء مین بعض
تو ایسے تھے کہ وہ قدیمی طریق (یانشان) پر
ثابت تھے اور خالص دین کے ملازم - انکو جب
وہ بادشاہ طلب کرتے وہ اُن سے بھاگتے
اسوقت کے لوگون نے جب دیکھا کہ علماء کی
بڑی عزت ہے - اور بادشاہ اُن کے طالب ہین
تو وہ علم کے طالب ہوئے جسمین وہ دنیاوی عزت
وجاہ کے طالب تھے - پھر تو علماء مطلوب ہونے
کے بعد طالب ہوئے اور معزز ہوکر ذلیل ہونے
لگے - بجز ان لوگون کے جو خدا کی توفیق سے
بچ رہے -

بعد ان کانوا مطلوبین طالبین وبعد
ان کانوا اعزة بالاعراض عن السلاطین
اذلة بالاقبال علیهم الامن وفقه
الله وقد کان من قبلهم قد صنف
ناس فی علم الکلام ودقائقه والقال والقیل
والایراد والجواب وتمهید طریق الجدل
فوقع ذلك منهم بموقع من قبل الکتابین
من الصدور والملوك من مالت نفسه
الی المناظرة فی الفقه وبیان الاولی
من مذهب الشافعی وابی حنیفة رحمهما الله
الناس الکلام وفنون العلم واقبلوا علی
المسایل الخلافیة بین الشافعی وابی حنیفة
رحمهما الله علی الخصوص وتساهلوا فی الخلاف
مع مالك وسفیان واحمد بن حنبل
وغیرهم وزعموا ان غرضهم استنباط
دقایق الشرع وتقریر علل المذهب وتمهید
اصول الفتاوی واکثروا التصانیف و
الاستنباطات ورتبوا فیها انواع الجدالات
والتصانیف وهم مستمرون علیه الی الان
ما الذی قدر الله فیما بعد هذا من الاعصار انتهی

اُن سے پہلے لوگون نے علم کلام مین تصنیفین
کی تہین اور اسباب مین بہت قیل وقال وجواب
وسوال وطریق بحث وجدال لکھہ رکہی تہے وہ
پچھلون کے کام آئے اونہون نے جب دیکہا
کہ بعض سلاطین کو فقہ مین مناظرہ دیکہنے کا شوق
ہے اور مذہب حنفی وشافعی مین سے ایک کو دوسرے
پر ترجیح کی طرف توجہ ہے تو اونہون نے وہ مباحث
کلامی وعلمی چہوڑ دئے اور اس قسم کے مباحث
ان مسایل فقہی مین شروع کر دئے جنمین امام
ابوحنیفہ وامام شافعی کا باہم اختلاف تہا اور
جن مسایل مین امام مالک وسفیان واحمد
بن حنبل مین اختلاف تہا اُنسے تعرض کیا۔ ان
جہگڑون سے اونہون نے دقایق شرع کا استنباط
اور مذاہب کے دلایل وعلل کی تقریر اور اصول
وفتاوی کی تمہید مقصود ٹہرایا۔ پس اُسمین بہت
تصنیفین کین اور استنباط عمل مین لائے اور طرح
طرح کے جہگڑے مرتب کئے وہ اسی طریق پر اب تک
چلے آتے ہین۔ کل کی خبر نہین خدا نے کیا
ٹہرا رکہا ہے (امام غزالی کا کلام تمام
ہوا)۔

(باقی آیندہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah